عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY

KHATM-E-NUBUWWAT

KARACHI PAKISTAN

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۰ | ۲۶ تا صفر ۳ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۰ تا ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۵۱

قیمت ۷ روپے

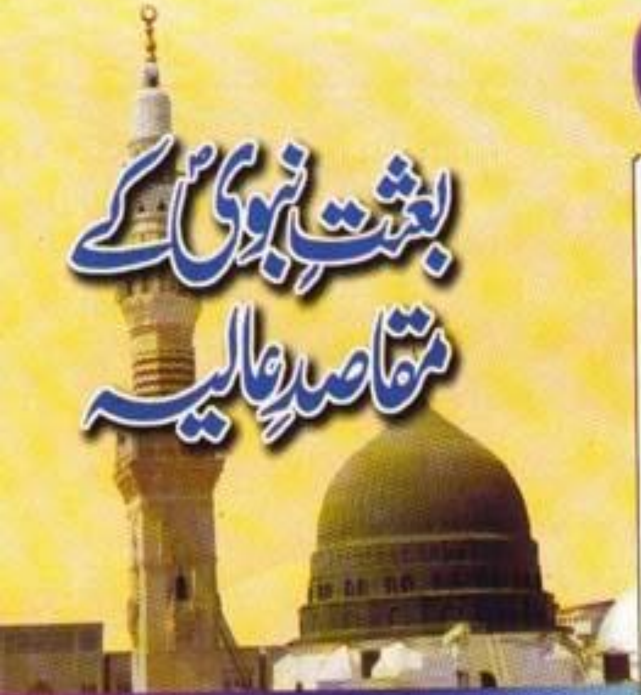


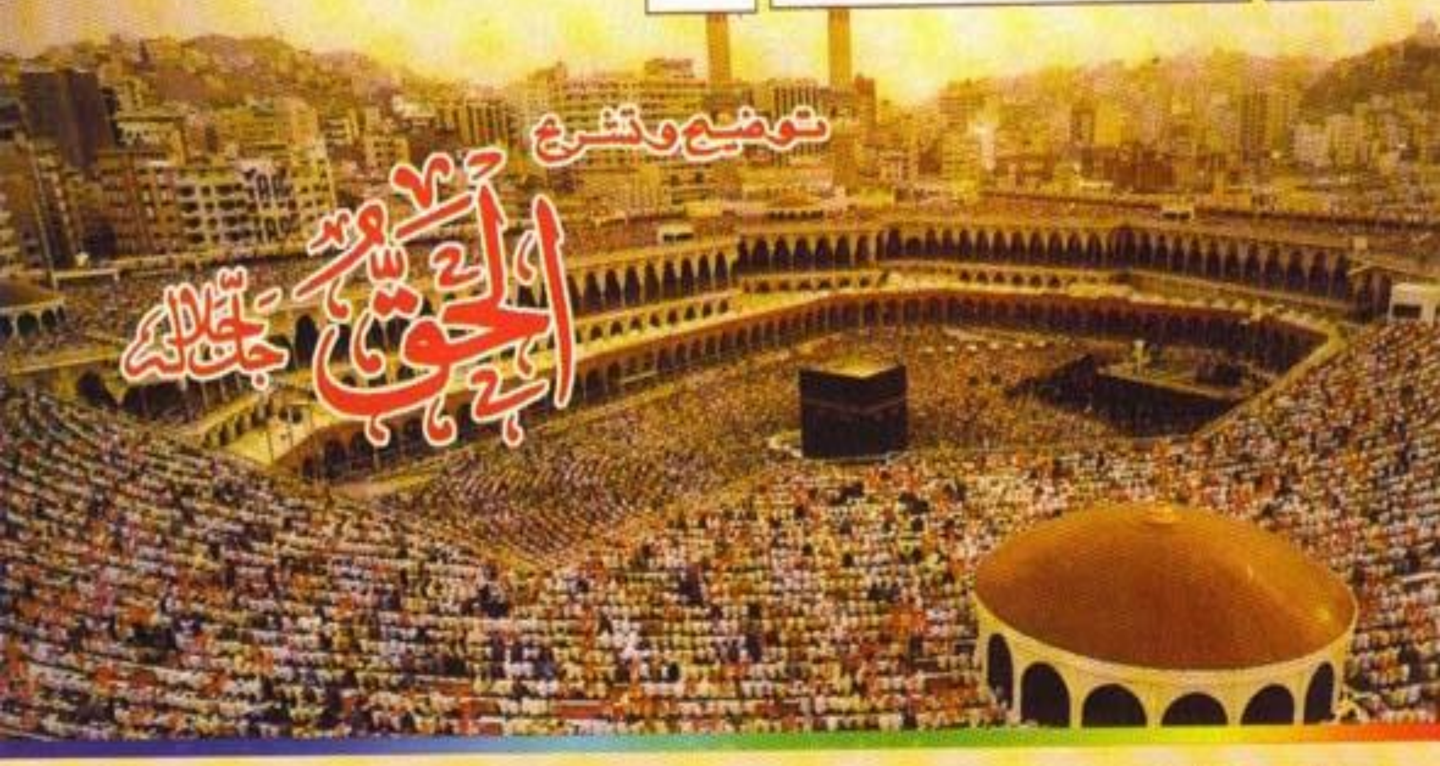


ملفوظات و ارشادات

## حضرت مولانا محمد علی جالندھری

حضرت مریم کے متعلق یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ

ووٹر لسٹوں سے مذہب کے خانہ کا اخراج

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

## امانت میں ناجائز تصرف پر تاوان:

س:...... میں نے اپنے ایک دوست محمد سلیم صاحب کو اپنے سالے کے ۳۰ ہزار روپے مضاربت کے لئے دینا چاہے جب میں ان کے پاس گیا تو وہ نہیں تھے ان کے بھائی محمد اسلم صاحب کو میں نے وہ روپے دیئے کہ بھائی کو دے دیں۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور محمد اسلم نے وہ روپے بجائے بھائی کے اس کو دے دیئے وہ آدمی ابھی تک نہیں آیا کیونکہ وہ ٹھگ تھا۔ کیا ان روپوں کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا؟

ج:...... یہ رقم محمد اسلم کے پاس امانت بن گئی جس میں اس نے ناجائز تصرف کر کے دوسرے شخص کو دے دی لہٰذا اس رقم کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا۔

## امانت رکھی ہوئی رقم کا کیا کروں؟

س:...... میں کچھ عرصے سے ایک الجھن میں ہوں آپ اس کا حل بتا کر ممنون احسان کردیں' میں کم پڑھا لکھا ہوں میں جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس کا لب لباب نکال کر بہت جلد میری پریشانی دور فرمادیں۔ ۹/فروری ۱۹۷۹ء کو ایک شخص مجھ کو ڈھیر ساری رقم بطور امانت دے گیا' ۱۹۸۲ء کو میرے حالات اچانک بدل گئے حتیٰ کہ میں دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھانے کو بھی محتاج ہو گیا۔ کاروبار میں نقصان ہوا سب کچھ ختم ہو گیا۔ اب میرے خیالوں میں امانت کی ڈھیر ساری رقم محفوظ تھی جسے اپنے ذاتی کاروبار میں لا کر پھر کفالت کے قابل ہونا چاہتا تھا مگر پھر فوراً اپنا ارادہ اس خیال کی بنا پر بدل دیا کہ امانت میں خیانت ہوگی اور امانت میں خیانت کرنے والا کبھی نہیں بخشا جائے گا' دنیا میں بھی سزا ملے گی اس سے بہتر ہے بھوکا مرجاتا ہے پھر میں اس آدمی کے پاس جاتا ہوں تاکہ اس کی امانت اسے لٹادوں تاکہ ہمارے خیالات برے نہ ہوں یا پھر اس سے اجازت لے کر تھوڑی سی رقم بطور قرض حاصل کرلوں گھر سے چل نکلا چونکہ وہ میرے گھر سے کافی فاصلے پر رہتا تھا یعنی دوسرے علاقے میں وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ کچھ یوم قبل ہارٹ اٹیک ہونے سے فوت ہو گیا ہے اور اس کا دنیا میں کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے ماں' باپ' بہن بھائی کوئی بھی نہیں۔ ایسے میں' میں اس رقم کا کیا کروں' شرعی احکام کی بنا پر ارشاد فرمائیں احسان عظیم ہوگا۔

ج:...... جس کا نہ ہو اس کا ترکہ بیت المال میں داخل ہوتا ہے' آپ چونکہ خود مستحق ہیں اس کو خود بھی رکھ سکتے ہیں اگر کوئی وارث نکل آیا تو اس کو دے دیجئے۔

## کیا مقروض آدمی سے قرض دینے والا کوئی کام لے سکتا ہے؟

س:...... انسان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے بغیر گزارہ نہیں کرسکتا خاص کر بھائی' بہنوں' رشتہ داروں اور دوست احباب کے بغیر' اب انہیں قرض دینے کے بعد بحالت مجبوری ان سے کوئی کام لے سکتے ہیں یا یہ سود ہوگا۔ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ کسی کو قرض دینے کے بعد دھوپ میں اس کے گھر کے سائے سے بچ کر گزرے اور فرمایا کہ یہ سود تھا۔ لیکن ہم درج بالا لوگوں کے بغیر کیسے گزارہ کریں؟

ج:...... اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے جو کام قرض دیئے بغیر بھی لے سکتے ہیں ایسا کام لینا سود نہیں اور اگر یہ کام قرض کی وجہ ہی سے لیا ہے تو یہ بھی ایک طرح کا سود ہے' بزرگ کے جس قصہ کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے وہ بزرگ ہمارے امام ابوحنیفہؒ ہیں۔ مگر ان کا یہ عمل تقویٰ پر تھا فتویٰ پر نہیں۔

## پیپسی' مرنڈا وغیرہ بوتلوں کا پینا کیسا ہے؟

س:...... آج کل ہمارے یہاں بازار میں پیپسی' مرنڈا' نیم اور سیون اپ یہ چاروں مشروبات اس کے علاوہ دیگر مشروبات بہت مقبول ہیں خاص کر مندرجہ بالا یہ چار' کہنا یہ چاہتی ہوں کہ ایک مرتبہ پیپسی کی فیکٹری جانے کا اتفاق ہوا جہاں مجھے پتہ چلا کہ شکر اور چینی کا محلول تو پاکستان فیکٹری میں تیار ہوتا ہے لیکن ان مشروبات کا اصل جو بھی مادہ ہے وہ امریکہ سے آتا ہے واضح رہے کہ یہ مشروبات پوری دنیا میں یعنی تمام مسلم اور غیر مسلم ممالک میں بنتے ہیں فیکٹری والے کے کہنے کے مطابق پوری دنیا میں اصل مادہ امریکہ ہی سے آتا ہے اس ڈر سے کہ اس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو لیکن یہ بہت بڑا مسئلہ ہے ہم لوگوں نے ان مشروبات سے پرہیز کرنا شروع کردیا ہے اب تو ہر جگہ ان ہی مشروبات سے تواضع کی جاتی ہے نہ پینے پر لوگ کیا سے کیا سمجھتے ہیں اور یہ جو اکثر چیزیں غیر ممالک کی ہوتی ہیں استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں اور ان مشروبات کو استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... میں تو ان مشروبات کو پیتا ہوں اگر کسی کو تحقیق ہو کہ یہ مشروبات ناپاک ہیں تو نہ پئیں۔

## لڑکیوں کی خرید و فروخت کا کفارہ:

س:...... جو لوگ لڑکیاں فروخت کرتے ہیں ان میں لینے اور دینے والا دونوں پر جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو کیا توبہ قبول ہوگی یا نہیں یا پھر کفارہ کیا ہے؟

ج:...... لڑکیوں کی خرید و فروخت سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے' جو لوگ اس میں مبتلا ہیں ان کو اس گھناؤنے عمل سے توبہ کرنی چاہئے' اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی توبہ کرنی چاہئے۔ یہی توبہ و استغفار اس کا کفارہ ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہٗ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد: ۲۰ | ۲۶ صفر تا ۳ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۰ تا ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۵۱

## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

## مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
[illegible] منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

## اس شمارے میں

دوزلسٹوں سے مذہب کے خانہ کا اخراج (اداریہ) 4
توضیح و تشریح الحق جل شانہ (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 7
بعثت نبویؐ کے مقاصد عالیہ (مولانا ابوالکلام آزاد) 12
ملفوظات و ارشادات حضرت مولانا محمد علی جالندھری 18
حضرت عیسیٰ بن مریمؑ اور یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ 21
مقدس فریضہ...... (مولانا سرفراز صفدر) 25

### زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

### زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت،
مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲_۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ووٹر لسٹوں سے مذہب کے خانہ کا اخراج

گزشتہ دنوں جب حکومت نے جداگانہ طرز انتخاب کا خاتمہ کر کے مخلوط طرز انتخاب کا طریقہ کار رائج کیا تو ملک کے اقلیتی طبقات نے اس پر بے حد خوشی کا اظہار کیا کیونکہ یہ ان کے دیرینہ خواب کی تکمیل تھی۔ اس طرز انتخاب کی اس کی جملہ خامیوں کی وجہ سے ملک کی تمام مذہبی جماعتوں اور اسلام پسند افراد و طبقات نے بھرپور مخالفت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے خصوصیت کے ساتھ اس طرز انتخاب کو غلط قرار دیتے ہوئے جداگانہ طرز انتخاب کی فوری بحالی کا مطالبہ کیا لیکن حکومت نے اسے دیگر مذہبی مطالبات کی طرح درخور اعتنانہ سمجھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حالیہ صدارتی ریفرنڈم میں مخلوط طرز انتخاب کی بنیاد پر حق رائے دہی استعمال کیا گیا جبکہ اکتوبر میں منعقد ہونے والے عام انتخابات کے حوالے سے بھی فی الوقت یہی تاثر ہے کہ وہ مخلوط طرز انتخاب ہی کی بنیاد پر منعقد ہوں گے۔ ابھی یہ معاملہ تازہ تھا کہ اسی دوران یہ بھیانک انکشاف ہوا کہ حالیہ ووٹر لسٹوں سے مذہب کا خانہ اور دعویٰ فارم نمبر ۴ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے کے حوالے سے عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار کا حلف نامہ ختم کر دیئے گئے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس واقعہ پر شدید احتجاج کیا اور ووٹر لسٹوں میں مذہب کے خانہ اور حلف نامے کی فوری بحالی کا مطالبہ کیا اور بصورت دیگر ملک گیر یوم احتجاج منانے کا اعلان کیا۔ اس حوالے سے اخبارات میں جو خبر شائع ہوئی اس کا متن درج ذیل ہے:

''ووٹر لسٹوں میں مذہب کا خانہ بحال کیا جائے: مجلس تحفظ ختم نبوت

حلف نامہ اور خانہ بحال نہ ہوا تو ۳ مئی کو ملک گیر یوم احتجاج منایا جائے گا

قادیانی ووٹر لسٹوں میں ووٹ درج کرا رہے ہیں الیکشن کمیشن نوٹس لے: رہنماؤں کا مطالبہ

کراچی (خبر نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا خواجہ خان محمد، نائب امیر سید نفیس شاہ، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا احمد میاں حمادی اور دیگر نے ایک بیان میں کہا کہ ووٹر لسٹوں سے مذہب کا خانہ اور حلف نامہ ختم کرنا آئین کی خلاف ورزی ہے۔ انہوں نے چیف الیکشن کمشنر کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتے ہوئے زور دیا کہ وہ فوری طور پر اس کا نوٹس لیں کیونکہ اس کی وجہ سے قادیانی، مسلمانوں کی ووٹر لسٹوں میں اپنے ناموں کا اندراج مسلمانوں کی حیثیت سے کروا رہے ہیں، جو پاکستان کے قانون کے تحت قابل تعزیر جرم ہے۔ انہوں نے کہا کہ صدر جنرل مشرف عبوری آئین (پی سی او) کے تحت امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو تحفظ دے چکے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر سابقہ ووٹر لسٹوں کو بحال کیا جائے، بصورت دیگر ۳ مئی (جمعہ) کو ملک گیر یوم احتجاج منایا جائے گا۔'' (روزنامہ خبریں کراچی ۲۸/ اپریل ۲۰۰۲ء)

اس فاش غلطی کے نتیجہ میں بعض اخباری اطلاعات کے مطابق تقریباً آٹھ ہزار قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ووٹر لسٹوں میں اپنے ناموں کا اندراج کرایا۔ قادیانیوں کی اس صریح دھوکہ دہی کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے فوری نوٹس لیا اور ایک ہنگامی اجلاس میں اس واقعہ پر احتجاج کرتے ہوئے اس پر شدید تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اس بڑی تعداد میں قادیانی ووٹروں کا مسلمانوں کی فہرست میں اندراج جہاں قادیانیوں کی جانب سے بدنیتی اور دھوکہ دہی کا بدترین مظاہرہ تھا وہاں یہ مسلمانوں کے لئے عموماً اور ملک کی مذہبی جماعتوں کے لئے خصوصاً خطرہ کی گھنٹی ہے۔ اس واقعہ پر عالمی مجلس

تحفظ ختم نبوت کے علاوہ ملک کی دیگر مذہبی جماعتوں اور علمأ کرام نے بھی فوری ردعمل ظاہر کیا اور لاہور میں ایک مشترکہ اجلاس میں مطالبہ کیا کہ متفقہ پارلیمانی آئینی ترمیم پر عمل کرتے ہوئے ووٹر لسٹوں میں قادیانیوں کے ووٹ کا اندراج بطور غیر مسلم کیا جائے اور دعوٰی فارم نمبر ۲ میں عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار کا حلف نامہ بھی شامل کیا جائے۔

چونکہ مخلوط طرز انتخاب میں ہر مذہبی طبقہ کا فرد بلا کسی روک ٹوک کے اپنا حق رائے دہی بلا اپنے مذہبی عقیدے کے اظہار کے استعمال کر سکتا ہے' اس لئے برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان بھر میں اقلیتوں نے خصوصیت کے ساتھ ریفرنڈم میں حصہ لیا۔ اس رپورٹ کے مطابق صوبہ سندھ کے ضلع تھر پارکر کے شہروں اور دیہاتوں میں اقلیتوں نے ریفرنڈم میں کافی دلچسپی ظاہر کی۔ واضح رہے کہ ضلع تھر پارکر میں قادیانیوں کی خاصی آبادی ہے اور یہ علاقہ عرصہ دراز سے قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے جبکہ ملک کے دیگر شہروں سے آنے والی اطلاعات کے مطابق قادیانی' عیسائی اور دیگر اقلیتوں نے بھی ریفرنڈم میں جوش و خروش دکھایا۔

یہ حقیقت ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کی جانب سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے اور ان کے ناموں اور ووٹ کا غیر مسلموں کی ووٹر لسٹوں میں اندراج کئے جانے کے فیصلے کے بعد سے قادیانیوں نے اپنی جماعت کے حکم پر الیکشن میں حصہ نہ لینے کی پالیسی اپنائی ہوئی تھی۔ گزشتہ کئی انتخابات کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ مخلوط طرز انتخاب کی بحالی اور ووٹر لسٹوں سے مذہب کے خانہ اور عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار پر مشتمل الفاظ کے حذف کئے جانے کے ساتھ ہی قادیانیوں نے نہ صرف یہ کہ ریفرنڈم میں بھرپور حصہ لے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ آج بھی صرف اور صرف اپنے آپ کو مسلمان اور دیگر تمام افراد کو' جو ان کے مذہب کو نہیں مانتے' غیر مسلم تصور کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا اپنا ووٹ مسلمانوں کی فہرست میں درج کرانا یقیناً قابل تعزیر جرم ہے جس پر حکومت اور الیکشن کمیشن کو فی الفور کارروائی کرنی چاہئے۔

یاد رکھئے قادیانی آستین کے وہ سانپ ہیں جو ہمیشہ سب سے پہلے اپنی پرورش کرنے والے کو ڈستے ہیں۔ یہ وہ ٹولہ ہے جس کی بنیاد غداری پر رکھی گئی ہے۔ بقول علامہ اقبال: ''قادیانی اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں''۔ ہم حکومت کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس ٹولے سے ہوشیار رہے اور ان کی حالیہ سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھے' دھوکہ دہی کے ذریعہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے والے قادیانیوں کے خلاف فی الفور کارروائی کرے' مخلوط طرز انتخاب کو فوری طور پر ختم کر کے جداگانہ طرز انتخاب کی بحالی کا اعلان کرے' قادیانیوں کے ناموں کا اندراج حسب سابق غیر مسلموں کی ووٹر لسٹوں میں کیا جائے اور دعوٰی فارم نمبر ۲ میں عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار پر مشتمل حلف نامے کو دوبارہ شامل کیا جائے۔

## سوئٹزر لینڈ کے وزیر خارجہ اور توہین رسالت کا قانون

توہین رسالت کے قانون کے خاتمے کے مطالبے کے حوالے سے ابھی امریکی ایوان نمائندگان کی قرارداد کی گونج مدہم بھی نہ پڑنے پائی تھی کہ گزشتہ دنوں یورپی ملک سوئٹزر لینڈ کے وزیر خارجہ نے بھی اس قانون کے تحت دی جانے والی سزاؤں کو ختم کرنے کا مطالبہ کر دیا' اور اس پر طرہ یہ کہ موصوف نے بالواسطہ طور پر یہ عندیہ بھی دیا ہے کہ اگر (نعوذ باللہ) یہ قانون ختم کر دیا جائے تو پاکستان کے ذمے ان کے ملک کا جتنا قرضہ ہے اسے ری شیڈول کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں اخبارات میں شائع ہونے والی خبر ملاحظہ فرمائیے:

''توہین رسالت قانون کے تحت سزائیں ختم کی جائیں: سوئس وزیر خارجہ

اسلام آباد (آن لائن) سوئٹزر لینڈ کے وزیر خارجہ جوزف ڈائیس نے کہا ہے کہ پاکستان سمیت اسلامی ممالک میں توہین رسالت

قانون کے تحت سزاؤں کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ جمعرات کو وزیر خارجہ عبدالستار، وزیر قانون ڈاکٹر خالد رانجھا اور قومی تعمیر نو بیورو کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل (ر) تنویر نقوی سے ملاقاتوں کے بعد ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان کے ملک نے پاکستان کے ذمے 4 کروڑ 46 لاکھ سوئس فرانک کے قرضے ری شیڈول کرنے سے اتفاق کرلیا ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۹/اپریل ۲۰۰۲ء)

کتنی شرمناک بات ہے کہ ایک غیر مسلم ملک کا غیر مسلم وزیر خارجہ پاکستان آتا ہے اور انتہائی دیدہ دلیری سے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا مضحکہ اڑاتے ہوئے بالواسطہ طور پر یہ کہتا ہے کہ اگر پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کی توہین کرنے والوں کو سزا دینا چھوڑ دیں تو اس کا ملک ان ممالک کے قرضے ری شیڈول کردے گا۔ انتہائی بے حیا ہیں وہ لوگ جنہوں نے یہ بات سن کر اس کی زبان کو لگام نہ دی کہ وہ ہمیں اتنا کم ظرف تصور کرتا ہے کہ ہمیں شاتم رسول کو سزا نہ دینے کے بدلے میں قرضوں کی معافی کی پیش کش کرتا ہے' گویا یہ پیش کش کرتا ہے کہ اگر تم اپنے نبی کی ناموس کی حفاظت کرنا چھوڑ دو تو ہم تمہارا قرضہ معاف کردیں گے۔

پاکستانی حکومت اور دیگر اسلامی ممالک کی حکومتوں کو توہین رسالت کے قانون کے حوالے سے ایک واضح اور دوٹوک پالیسی بنانی چاہئے اور اعلان کردینا چاہئے کہ ناموس رسالت کا تحفظ ہمارے مذہبی فرائض میں سے ہے' چاہے کچھ ہو جائے ہم اس فریضہ کی ادائیگی سے منہ نہیں موڑ سکتے' اس لئے آئندہ اس قسم کے کسی بھی نامعقول اور احمقانہ مطالبہ کو ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت تصور کیا جائے گا۔ اس دوٹوک رویہ کے بغیر پاکستان یا کسی بھی اسلامی ملک کی جان ان نامعقول مطالبات سے نہیں چھوٹے گی۔ یہی رویہ ہمارے قومی وقار کو بھی بڑھائے گا اور ہماری مذہبی غیرت آئندہ انہیں ہمارے اندرونی معاملات میں ٹانگ اڑانے سے بھی باز رکھے گی۔

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی تصویر کی اشاعت

گزشتہ دنوں بھارت کے دارالحکومت نئی دہلی میں ایک پبلشر کی جانب سے ایک نصابی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی تصویر کی اشاعت کا افسوسناک سانحہ پیش آیا۔ اس سانحہ پر جہاں بھارت اور پاکستان سمیت دنیا بھر میں شدید ردعمل ظاہر ہوا وہاں اس واقعہ پر مقبوضہ کشمیر میں بھی شدید ردعمل سامنے آیا اور کل جماعتی حریت کانفرنس نے بڑی جرأت کے ساتھ اس ناپاک جسارت پر شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے اس کتاب پر پابندی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ دشمنان اسلام ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرکے عالمی امن کو تہ و بالا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حریت کانفرنس کا اس توہین آمیز کتاب پر پابندی کا مطالبہ بالکل بجا' درست اور بروقت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے پورے عالم اسلام کے مسلمانوں میں بے چینی پھیلنے اور ان کی طرف سے شدید ردعمل ظاہر ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ جمہوریت کی نام نہاد دعویدار بھارتی حکومت کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے شہریوں کے لئے ایک ضابطہ اخلاق وضع کرے کہ وہ بھارت میں آباد تمام اقلیتوں خصوصاً سب سے بڑی مسلم اقلیت کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور ان کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے سے اجتناب کریں۔ امت مسلمہ کا بھی فرض ہے کہ وہ اس حوالے سے اپنا کردار ادا کرے اور ان تمام ممالک سے جن میں تسلسل کے ساتھ ایسے واقعات رونما ہورہے ہیں' شدید احتجاج کرے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا دنیا بھر میں جاری سلسلہ فوری طور پر نہ روکا گیا تو اس پر دنیا بھر کے مسلمانوں کا جو ردعمل سامنے آئے گا وہ بہت سی حکومتوں اور مختلف ممالک کے حدود اربعہ میں تبدیلی کا موجب بن سکتا ہے۔

## توضیح و تشریح

# الحق جل جلالہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حق کا معنی صدق' لائق' واجب' درست' بجا' ٹھیک' ثابت' قائم' فرض' ذمہ داری' انعام' صلہ' عدل و انصاف' اصلیت' واقعہ' معاوضہ' حصہ' اجرت اور مزدوری ہے۔

حق تعالیٰ کا معنی خدائے عزوجل اور خدائے بزرگ و برتر ہے اور الحق جل جلالہ رب العزت کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے جو قرآن کریم میں تقریباً ۲۲۷ مرتبہ آیا ہے۔

حسی مثال:

ایک نقطہ کا تعین کئے بغیر دائرہ کا بننا اور مکمل ہونا ناممکن ہے معلوم ہوا ہر چیز کا ایک مرکز ہوتا ہے اور مرکز حق و حقانیت وصداقت الحق جل جلالہ ہے جو ازل سے ابد تک خدائی کے لائق وسزاوار ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ترجمہ: ”یہ (سب) اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ ہی (کی ہستی) حق ہے اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔“ (الحج:۶)

”الحق من ربک فلا تکونن من الممترین“

ترجمہ: ”حق آپ کے پروردگار کی جانب سے ہے لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ بنیں۔“

الحق جل شانہ کی ربوبیت' حقانیت' وصداقت کے جلوے ارض و سما' شمس وقمر' شجر و حجر' نباتات و جمادات اور حیوانات میں عیاں ہیں۔ حق بین نظروں کے لئے انقلابات دہر حقانیت حق تعالیٰ پر شاہد عدل ہیں:

ت جہاں واعظ رب ہیں دیکھو
ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافہم فافہم
(شیخ الہند)

**مولانا محمد اشرف کھوکھر**

حق کی ضد باطل ہے' مرکز باطل وکذب وشر ابلیس ہے اور ہر باطل کا وہی مرکز ومحور ہے۔ قرآن کریم میں بغیر الحق سورۂ اعراف ۱۴۹' سورۂ القصص ۳۹' سورۂ مومن ۷' حم سجدہ ۱۵' الشوریٰ ۴۲' الاحقاف ۲ میں آیا ہے۔

حق وباطل کی جنگ ازل سے تا امروز جاری و ساری ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اگر حق بین قلب ونظر سے دل و دماغ سے دیکھا جائے تو جیت ہمیشہ حق کے حصہ میں آئی ہے الحق جل شانہ کے پیغمبران حق نے جب اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مخلوق خدا کو دعوت حق دی تو باطل نے ہر طرح کی رکاوٹیں ڈالیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود اہل حق اور حق شناس لوگوں نے حق تعالیٰ عزوجل کی حقانیت وصداقت ثابت کرنے کا حق ادا کردیا' یہاں تک کہ اپنا آخری قطرہ خون تک بہادیا اور زباں حال سے یوں کہا کہ:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
(اقبال)

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
(غالب)

سورۂ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس حق لے کر آیا۔“

حق تعالیٰ شانہ نے سراپا حق وصداقت کتاب قرآن کے بارے میں فرمایا:

”کتاب کو تجھ پر صداقت کے ساتھ نازل کیا ہے۔“

قرآن کریم کو رشد وہدایت کا منبع ومرکز قرار دیا اور یہ کتاب (قرآن) جس شب میں نازل ہوئی اس کی عظمت وفضیلت کے بارے میں فرمایا کہ:

”بے شک ہم نے اس کتاب کو

شب قدر میں نازل کیا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے' شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے' اس میں فرشتے اور روح الامین اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں ہر حکم لے کر سلامتی ہے یہ رات طلوع صبح تک۔" (سورۂ قدر)

حق تعالیٰ شانہ دین الحق کا مالک ہے' جس نے دعوت الحق کے لئے قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران حق کو بھولی بھٹکی انسانیت کی طرف مبعوث فرمایا۔ الحق جل شانہ حق کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے اور فرمائے گا۔

حق تعالیٰ شانہ ہی کی ذات حق وصداقت ہے اور کائنات کے ذرہ ذرہ میں اس کا نور حقانیت جلوہ ریز ہے۔

الحق جل شانہ ہی نے تمام بنی نوع انسان تک پیغام حق پہنچانے کے لئے اپنے برگزیدہ پیغمبر رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیام قیامت نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن' کتاب حق ہے کے بارے میں فرمایا:

"ذالک الکتاب لاریب فیہ"
(البقرہ)

ترجمہ: "یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔"

حق تعالیٰ شانہ ہی نے محض اپنے فضل وکرم سے حق وباطل میں تمیز کرنا سکھایا ہے۔ وعدہ' میزان' مت وغیرہ سب برحق ہیں۔

"وردوا الی اللہ مولٰھم
" (سورۂ یونس)

ترجمہ: "اور یہ لوگ اپنے مالک حقیقی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔"

اور فرمایا کہ:

ترجمہ: "یہی ہے اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار حقیقی اور امر حق کے بعد رہ کیا گیا ہے بجز گمراہی کے تو کدھر پھرے چلے جاتے ہو؟" (سورۂ یونس:۷)

فرمایا کہ:

ترجمہ: "اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔"

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تعالیٰ شانہ کے حضور تہجد کے وقت یہ پڑھنے کا معمول تھا:

"اے اللہ ثنا تیری ہے' تو حق ہے' تیرا وعدہ حق (سچ) ہے' تیرا دیدار حق ہے اور تیری بات حق ہے اور تیری جنت حق ہے دوزخ حق ہے اور تمام نبی حق ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔"

حق کی جمع حقوق ہے' جس کی مختصر اور جامع تفصیل قرآن حکیم اور ہماری زندگی کے حوالے سے درج ذیل ہے:

دین اسلام محض عقائد وعبادات کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ وہ ایک مکمل اور جامع نظام حیات ہے جس میں انسانی زندگی کے ہر ہر پہلو اور ہر ہر رخ کے لئے ابدی ہدایات واحکام موجود ہیں۔ چنانچہ اسلام اپنے معاشرتی نظام میں "حقوق العباد" کی ادائیگی پر بہت زور دیتا ہے۔

اسلام میں حقوق کی تین قسمیں ہیں:

۱:...... ایک "حقوق اللہ" جو انسان پر فطرتاً عائد ہوئے ہیں۔

۲:...... دوسرے "حقوق العباد" جو اللہ کے بندے ہونے کی حیثیت سے ایک دوسرے پر واجب ہیں اور

۳:...... تیسرے "حقوق کائنات" یعنی انسان کے علاوہ دوسری مخلوقات کے حقوق مثلاً: جانوروں کا انسان پر یہ حق کہ ان کی طاقت برداشت سے زیادہ کام نہ لیا جائے یا انہیں بھوکا پیاسا نہ رکھا جائے یا پانی کا یہ حق ہے کہ اسے ضائع نہ کیا جائے۔

ان تینوں حقوق میں معاشرتی نقطۂ نظر سے "حقوق العباد" کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ اس کی اہمیت کے ثبوت کے لئے صرف اتنا ہی عرض کردینا کافی ہے کہ حق تعالیٰ روز قیامت اپنے حقوق' جو بندے کے ذمہ ہیں' معاف کردے گا مگر بندوں کے حقوق جو ایک دوسرے پر واجب ہوں گے انہیں معاف نہیں کرے گا۔

"حقوق العباد" کا سلسلہ دراصل اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب ایک شخص خدا کی زمین پر ایک انسانی سوسائٹی میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ ماں کے پیٹ میں اس کے خون سے پرورش پانے سے لے کر پیدا ہونے اور مر جانے کے بعد تجہیز وتکفین تک باقی رہتا ہے۔ اس دوران ایک انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بے شمار افراد اور مختلف اداروں سے مختلف صورتوں میں متمتع اور مستفید ہوتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کے درجے کے اعتبار سے اس کے ذمہ بہت سے افراد اور اجتماعی اداروں کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔

دراصل اسلام اجتماعی اور معاشرتی حقوق کا ایک وسیع تصور رکھتا ہے' چنانچہ "حقوق العباد" میں وہ سب سے پہلے والدین اور اولاد کے حقوق وفرائض پر

زور دیتا ہے۔ والدین کی نافرمانی اور ان کے حقوق ادا نہ کرنے کو اللہ کے ساتھ شرک کے بعد دوسرا بڑا گناہ قرار دیتا ہے کیونکہ والدین کے ادب و احترام' اطاعت وفرمانبرداری اور احساس تشکر و احسان مندی کے بغیر خاندانی زندگی مستحکم اور خوشگوار نہیں ہوسکتی' جو نتیجے کے طور پر پوری سوسائٹی پر اثر انداز ہوتی ہے۔

والدین اور بیوی بچوں کے حقوق کے بعد دوسرے لوگوں کے حقوق کا درجہ ہے۔ مثلاً رشتہ داروں کے حقوق' ہمسایوں کے حقوق' یتیموں اور مسکینوں کے حقوق' مریضوں' معذوروں' سائلوں اور مسافروں کے حقوق' ملازموں اور قیدیوں کے حقوق' مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی صلاحیت اور کمائی ہوئی دولت کو صرف اپنی ذات ہی کے لئے محدود اور مخصوص نہ کرلے بلکہ وہ اپنی ضرورتیں اعتدال کے ساتھ پوری کرنے کے بعد اپنے رشتہ داروں' اپنے ہمسایوں اور دوسرے حاجت مندوں کے حقوق بھی ادا کرے' تاکہ سوسائٹی میں امداد باہمی' ہمدردی اور تعاون' حق شناسی اور حق رسانی کی روح جاری و ساری ہو' اور معاشرے میں ''حقوق العباد'' کا تصور عملی طور پر ایسا وسیع اور ہمہ گیر ہو کہ ہر شخص کو اپنی ذات اور اپنے مال پر دوسرے انسانوں کے حقوق کا ادراک حاصل ہو اور لوگ ان حقوق کو سمجھنے اور بلا کسی خارجی دباؤ کے خود بخود ادا کرنے لگیں۔

اسلام میں کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حقوق وفرائض کا افراط و تفریط سے مبرا ایک مربوط اور متوازن نظام موجود ہے۔ قرآن پاک ''حقوق العباد'' کی ادائیگی پر ایک دوسرے کو اکساتا ہے اور انسان کی اخلاقی حس کو بیدار اور متحرک دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ حقوق العباد کا ادا کرنا مومنوں کی صفت قرار دیتا ہے' اور ایمان کے ساتھ حقوق العباد کو ادا کرنے کو نجات کا ذریعہ کہتا ہے' حق داروں کو محروم کرکے مرنے والے کی میراث سمیٹنے کی مذمت کرتا ہے اور دوسروں کا حق مارنے والوں کو انجام بد سے ڈراتا ہے۔

کاش! ہم مسلمان اللہ اور اس کے رسولؐ کے ماننے والے ''حقوق العباد'' کی اہمیت کو سمجھیں اور معاشرے کے عام حقوق کی خلاف ورزی مثلاً چوری' خیانت' ظلم' ناانصافی' چور بازاری' کم ناپ اور تول اور دوسروں کا مال ہڑپ کرجانے کی قبیح عادتوں سے اجتناب کریں اور اس طرح دنیا سے رخصت نہ ہوں کہ ہماری گردنیں سینکڑوں' ہزاروں انسانوں کی حق تلفیوں کے بوجھ سے جھکی ہوئی ہوں اور ہم میدان حشر اللہ اور اس کے محبوب کے سامنے خالی ہاتھ شرم سار و سرنگوں کھڑے ہوں۔

والدین کے حقوق کے سلسلہ میں قرآن حکیم کی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۳' ۲۴ میں ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ''تیرے رب نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو' مگر صرف اسی کی اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو' اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہوکر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو' نہ انہیں جھڑک کر جواب دو' بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو' اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کیا کرو کہ پروردگار ان پر رحم فرما' جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔''

آگے ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: ''تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔ اگر تم صالح بن کر رہو تو وہ ایسے سب لوگوں کے لئے درگزر کرنے والا ہے جو اپنے قصور پر متنبہ ہوکر بندگی کے رویے کی طرف پلٹ آئیں۔''

اسلام میں والدین کے حقوق کی اہمیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ بیان کردہ پہلی آیت (نمبر ۲۳) سے معلوم ہوتا ہے۔ اپنی بندگی اور اطاعت وفرمانبرداری کے فوراً بعد بلکہ اس سے متصل اسی آیت میں والدین کی اطاعت' خدمت گزاری اور ادب شناسی کا حکم دیا ہے اور اس کی اہمیت یوں اور بھی واضح ہوتی ہے کہ دونوں امور یعنی اللہ کی بندگی اور والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کے لئے ''قضیٰ'' کے لفظ سے آغاز فرمایا گیا کہ تمہارے رب کا یہ فیصلہ ہے' ان میں کسی چون وچرا اور لیت ولعل کی ذرہ برابر گنجائش نہیں۔

جو لوگ اسلام کے معاشرتی نظام سے تھوڑی بہت واقفیت رکھتے ہیں' ان سے یہ بات پوشیدہ نہ ہوگی کہ اسلام معاشرہ کے سب سے چھوٹے یونٹ یعنی خاندان کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ اسلام کے نزدیک خاندان کی اہمیت عمارت کے ستون کی طرح ہے' جس پر عمارت قائم رہتی ہے۔

اسلام خاندان کے ادارہ کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس دنیا کو وہ ایک اجتماعی نظام دیتا ہے جو اولاد کو والدین سے بے گانہ لاتعلق اور بے نیاز نہیں بناتا بلکہ ان میں اپنے والدین کے لئے احساس بندگی اور احترام کا جذبہ پیدا کرتا ہے' اسے پروان چڑھاتا ہے اور بڑھاپے میں اسی طرح ان کی خدمت کے لئے آمادہ کرتا ہے' جس طرح بچپن

میں وہ اس کی پرورش و پرداخت کر چکے ہیں۔ یہاں اس آیت میں ایک بات اور بھی قابل توجہ ہے اور وہ لفظ رب کا استعمال ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے والدین کے ساتھ احسان۔ اللہ جو سارے عالمین کا رب' پروردگار اور پالنے والا ہے' اسی طرح باپ وماں میں بھی اس صفت ربوبیت کا پرتو اس طور پر پایا جاتا ہے کہ وہ بھی اپنے بچہ کی زندگی کی تمام ضروریات کو اس کی ارتقاء پذیر زندگی کے ساتھ پورا کرتے ہیں' اور جیسے جیسے بچہ بڑھتا جاتا ہے' ویسے ویسے اس کی پرورش و پرداخت میں حسب ضرورت مصروف ہوتے جاتے ہیں' اور اس کی پرورش شیر خوارگی کے زمانے سے لے کر جوانی تک حسب اقتضاء حال کرتے رہتے ہیں۔

علامہ قرطبی نے لکھا ہے کہ اس آیت میں حق تعالیٰ شانہ نے والدین کے ادب' احترام اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر واجب فرمایا ہے' جیسا کہ سورۂ لقمان میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر لازم فرمایا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی عبادت کے بعد والدین کی اطاعت سب سے اہم اور حق تعالیٰ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گزار ہونا واجب ہے۔

والدین کی خدمت و اطاعت والدین کی حیثیت سے کسی زمانہ اور عمر کے ساتھ مقید اور مشروط نہیں اور یہ جو آیت میں بڑھاپے کی عمر کا ذکر ہے تو یہ شاید اس لئے کہ بڑھاپے میں انہیں اپنی اولاد کے حسن سلوک کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ بڑھاپے میں اولاد کی بے رخی کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔ اس لئے تنبیہ کی جاری ہے کہ قولاً وفعلاً اشارۃً وکنایۃً غرض کسی طرح بھی انہیں تکلیف نہ دی جائے' حتیٰ کہ ان کے سامنے کلمہ اف تک نہ کہا جائے' جس سے ان پر اپنی ناگواری کا اظہار ہوتا ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تا کہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے' جس میں فرمایا گیا کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔

ہر گناہ کے بدلہ میں عذاب اور ہر جرم کے مقابلہ میں سزا کو مؤخر کیا جاسکتا ہے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا مؤاخذہ زندگی ہی میں ہو جاتا ہے۔ (مستدرک حاکم)

اور یہ بات تو ہمارے اور آپ کے مشاہدہ میں آئی ہوگی کہ جو لوگ اپنے والدین کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں' ان پر ظلم کرتے ہیں' ان سے مقدمہ بازی کرتے ہیں' ان کے در پے آزار ہوتے ہیں' خود ان کی اولاد بھی ان کی نافرمان نکلتی ہے اور آخر عمر میں وہ بھی بے چارگی اور کسمپرسی کے ساتھ زندگی کا ایک ایک دن گن گن کر کاٹتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی بندہ خدا زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال ہو گیا یعنی وہ اولاد سے ناراضگی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے تو اب اس کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے لئے مسلسل دعا کرتا رہے اور حق تعالیٰ سے ان کی بخشش کی درخواست کرتا رہے' یہاں تک خدا اس کا نام اپنی رحمت سے نیک لوگوں کی فہرست میں لکھ دے۔ (بیہقی عن انسؓ)

والدین کے ساتھ جس حسن سلوک کا حکم قرآن وحدیث میں دیا گیا ہے' اس میں یہ بھی داخل ہے کہ جن لوگوں سے والدین کی قرابت یا دوستی تھی ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہئے' خصوصاً والدین کی وفات کے بعد۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باپ کے ساتھ برا سلوک یہ ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے۔'' ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک انصاری شخص آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کا کوئی حق میرے ذمہ باقی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! ان کے لئے دعا اور استغفار کرنا اور جو عہد انہوں نے کسی سے کیا تھا' اس کو پورا کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام واحترام کرنا اور ان کے ایسے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا برتاؤ کرنا جن کا رشتہ قرابت صرف انہیں کے واسطے سے ہے۔ والدین کے یہ حقوق ہیں جو ان کے مرنے کے بعد بھی تمہارے ذمہ باقی ہیں۔ (قرآن حکیم اور ہماری زندگی ڈاکٹر تنزیل الرحمن)

خدمت نہ کی تو نے ماں باپ کی
تو پھر زندگی ہے تیری پاپ کی

اسی طرح اپنے کنبہ قبیلے کے لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ثواب قرار دیا گیا ہے' جبکہ قطع رحمی کرنا بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔

پیغمبر حق رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کے مطابق قریب تھا کہ ''اللہ تعالیٰ ہمسایہ کو حق وراثت دے دیتا''۔ ہمسایہ کے ساتھ ہر

ممکن تعاون علی البر والتقویٰ اور دیگر معاملات معیشت ومعاشرت میں خیر سگالی وہمدردی کو ثواب قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے غرباء و یتامیٰ کے حقوق کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں نماز کی ادائیگی کا حکم آیا ہے وہاں امراء کو غرباء و یتامیٰ کی خبر گیری اور زکوٰۃ کے ذریعے ان کے ساتھ تعاون کو فرض کیا گیا ہے۔

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آپ کو جہاں جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب وغیرہ جیسے فتنے سے پالا پڑا وہاں فتنہ مانعین زکوٰۃ سے بھی واسطہ پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سختی سے زکوٰۃ کی ادائیگی پر زور دیا یہاں تک کہ مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا اور آپ نے فرمایا کہ: ''اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک اونٹ زکوٰۃ دیتا تھا اور اس کے ساتھ رسی بھی دیتا تھا اور اب اگر کوئی رسی بھی دینے سے انکار کرے گا تو میں اس سے جہاد کروں گا۔''

حق تعالیٰ شانہ کا حق ہے کہ بندگان خدا خود حق پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اعدائے حق سے برسر پیکار رہیں اور اس راہ وفا میں اپنے سر دھڑ کی بازی تک لگا دیں۔ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے ہر فرد پر حق ہے کہ آپ کے لائے ہوئے دین حق پر ایمان لانے کے بعد آپ سے سچی اور پرخلوص محبت واطاعت کی جائے اور دین حق کا داعی بن کر تمام بنی نوع انسان تک پیغام حق پہنچانے کے لئے اہل حق کی مدد و نصرت کی جائے یہی ایمان وایقان کا تقاضا ہے۔

صحابہ کرامؓ تابعینؒ تبع تابعینؒ ائمہ مجتہدینؒ اولیائے امتؒ اور ان تمام واسطوں کے اہل حق کا حق ہے کہ ہم ان کا تہ دل سے ادب واحترام کریں۔ ہمارے والدین کا حق ہے کہ ہم ان کی عزت و احترام ادب اور خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔ بڑھاپے میں بالخصوص ان کی مدد اور بھرپور خدمت بجالائیں۔ اگر کسی کے والدین کا انتقال ہو چکا یا دونوں میں سے کسی ایک کی رحلت ہو چکی تو ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعے ان کو ایصال ثواب پہنچائیں اور ان کے دوستوں کا اکرام کریں۔ ہمارے ہمسائیوں کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کی ہر ممکن مدد ونصرت اور تعاون علی البر والتقویٰ کریں۔ غرباء اور یتامیٰ کا حق ہے کہ اصحاب اقتدار اور معاشرے کے امراء ان کی ہر ممکن مدد ونصرت کریں۔ بیماروں اور مریضوں کا حق ہے کہ ان کو علاج معالجے کے مناسب مواقع فراہم ہوں۔ دیگر افراد معاشرہ ان کی مناسب دیکھ بھال کرے۔ مسافروں کا یہ حق ہے کہ اندرون و بیرون ملک محفوظ و آرام دہ سفر کے مواقع میسر ہوں۔ تمام افراد معاشرہ کا یہ حق ہے کہ ان کی جان مال عزت و آبرو محفوظ ہو اور اسلامی مساوات کے تقاضوں کے مطابق ان کو تحفظ فراہم ہو۔ شریف افراد معاشرہ کا یہ حق ہے کہ رذیل چوروں ڈاکوؤں اور اس قماش کے لوگوں سے ان کو حکومت تحفظ فراہم کرے۔ مزدوروں کا یہ حق ہے کہ ان کا پسینہ خشک ہونے سے قبل ان کو حق مزدوری دیا جائے۔ محنت کشوں کا یہ حق ہے کہ ان کی محنت ومشقت کا صحیح معاوضہ فراہم کیا جائے۔ یہی ہمارے دینی اور اخلاقی تقاضے ہیں۔

سورۂ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''دشمنان حق کی شیطانی ہیبتوں سے نہ ڈرو اللہ سے ڈرو اگر فی الحقیقت تم مومن ہو۔''

ترجمہ: ''نہ ہراساں ہو اور نہ غمگین ہو تم ہی سب پر غالب آنے والے ہو اگر تم سچے مومن ہو۔'' (سورۂ آل عمران)

ترجمہ: ''یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ کے دوست اور اس کے چاہنے والے ہیں ان کے لئے نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے۔'' (سورۂ یونس)

مسلمانوں کو فتح و نصرت دینا ہمارے لئے ضروری ہے (یہ کسی طرح نہیں ہوسکتا) کہ ہم غیروں کو فتح یاب کریں اور مومن ناکام رہ جائیں۔ (سورۂ روم)

الحق جل شانہ نے اہل حق کی مدد ونصرت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

ترجمہ: ''اگر تم خدا کے کلمہ حق کی مدد کرو گے تو (اللہ تعالیٰ) بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے اندر ثابت قدمی اور مضبوطی پیدا کردے گا۔'' (سورۂ محمد)

یا حق تعالیٰ شانہ! ہمیں صراط مستقیم پر استقامت اور اہل حق کے ساتھ مستحکم وابستگی اور تعلق استوار رکھنے کی توفیق عطا فرما اور رسول حق صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت واطاعت کی توفیق دے۔ (آمین یارب الکریم)

☆☆.........☆☆

# بعثت نبویؐ کے مقاصد عالیہ

مولانا ابوالکلام آزاد

عزیزان ملت! ماہ ربیع الاول کا ورود تمہارے لئے جشن ومسرت کا ایک پیغام عام ہوتا ہے کیونکہ تم کو یاد آجاتا ہے کہ اسی مہینے کے ابتدائی ایام میں خدا کی رحمت عامہ کا دنیا میں ظہور ہوا۔ اسلام کے داعی برحق کی پیدائش سے دنیا کی دائمی غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کی گئیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور ہوجاتے ہو' تمہارے اندر خدا کے رسول برحق کی محبت وشیفتگی ایک بے خودانہ جوش ومحویت پیدا کردیتی ہے۔ تم اپنا زیادہ سے زیادہ وقت اسی کی یاد میں' اسی کے تذکرے میں اور اسی کی محبت کی لذت وسرور میں بسر کرنا چاہتے ہو۔

تم اس کے ذکر وفکر کی مجلسیں منعقد کرتے ہو' ان کی آرائش وزینت میں اپنی محبت ومشقت کی کمائی بے دریغ لٹاتے ہو' خوشبودار اور تروتازہ پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو' کافوری شمعوں کے خوبصورت فانوس اور برقی روشنی کے بکثرت کنول روشن کرتے ہو' عطر وگلاب کی مہک اور اگربتیوں کا بخور جب ایوان مجلس کو اچھی طرح معطر کردیتا ہے تو اس وقت مدح وثنا کے زمزموں اور درود وسلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب مقدس کی یاد کو ڈھونڈتے ہو اور بسا اوقات تمہاری آنکھوں کے آنسو اور تمہارے پرمحبت دلوں کی آہیں اس کے اسم مبارک سے والہانہ عشق اور اس کے عشق سے حیات روحانی حاصل کرتی ہیں۔

پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق وشیفتگی کے لئے رب السموت والارض کے محبوب کو چنا اور کیا پاک ومطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین ورحمۃ للعلمین کی مدح وثنا میں زمزمہ سنج ہوئیں:

مصلحت دید من آن است کہ یاران ہمہ کار
بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند

انہوں نے اپنے عشق وشیفتگی کے لئے اس کی محبوبیت کو دیکھا' جسے خود خدا نے اپنی چاہتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا اور ان کی زبانوں نے اس کی مدح وثنا کی' جس کی مدح وثنا میں خود خدا کی زبان اس کے ملائکہ اور قدوسیوں کی زبان اور کائنات ارض کی تمام پاک روحوں اور سعید ہستیوں کی زبان' ان کی شریک وہم نوا ہے۔

بلاشبہ محبت نبویؐ اور عشق محمدیؐ کے یہ پاک ولولے اور یہ مخلصانہ ذوق وشوق تمہاری زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے اور تم اپنے ان پاک جذبات کی جتنی بھی حفاظت کرو کم ہے۔ تمہارا یہ عشق الٰہی ہے' تمہاری یہ محبت ربانی ہے' تمہاری یہ شیفتگی انسانی سعادت وراست بازی کا سرچشمہ ہے۔ تم اس وجود مقدس ومطہر سے محبت رکھتے ہو جس کو تمام کائنات انسانی میں سے تمہارے خدا نے ہر طرح کی محبوبیتوں اور ہر قسم کی محمودیتوں کے لئے چن لیا اور محبوبیت عالم کا خلعت اعلیٰ صرف اسی کے وجود اقدس پر راست آیا۔

کرۂ ارض کی سطح پر انسان کے لئے بڑی سے بڑی بات جو لکھی جاسکتی ہے' زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ہے' اعلیٰ سے اعلیٰ مدح وثنا جو زبان پر آسکتی ہے' غرض انسان کی زبان' انسان کے لئے جو کچھ کہہ سکتی اور کرسکتی ہے' وہ سب کا سب صرف اسی ایک انسان کامل واکمل کے لئے ہے اور اس کا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں۔

خدا کی الوہیت وربوبیت جس طرح وحدہ لاشریک ہے کہ کوئی ہستی اس کی شریک نہیں' اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیت اعلیٰ اور عبدیت کبریٰ بھی وحدہ لاشریک ہے کیونکہ اس کی انسانیت وعبدیت میں کوئی اس کا ساجھی نہیں اور اس کے حسن وجمال فردانیت کا کوئی شریک نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں دیکھئے' ہوکہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا ذکر جہاں کہیں کیا گیا' وہاں سب کو ان کے ناموں سے پکارا ہے اور ان کے واقعات کا بھی ذکر کیا ہے تو ان کے ناموں کے ساتھ کیا ہے لیکن اس انسان کامل' اس فرد اکمل' اس صفات عبدیہ کے وحدہ لاشریک کا اکثر مقامات میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ نہ تو اس کا نام لیا گیا' نہ ہی کسی دوسرے وصف سے نامزد کیا گیا' بلکہ صرف ''عبد'' کے لفظ سے اس کے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے:

''کیا پاک ہے وہ خداوند قدوس جس نے ایک رات اپنے ''عبد'' کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی''۔

(سورۂ بنی اسرائیل)

''اور جب اللہ کا بندہ (عبد) تبلیغ حق کے لئے کھڑا ہوتا ہے تا کہ اللہ کو

پکارے تو کفار اس کو اس طرح گھیر لیتے ہیں
گویا قریب ہے کہ اس پر آ گریں گے۔"
(سورۂ جن)

سورۂ کہف کو اس آیت سے شروع کیا:

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں
جس نے اپنے "عبد" پر کتاب اتاری۔"

سورۂ فرقان کی پہلی آیت ہے:

"کیا ہی پاک ذات ہے اس کی
جس نے "الفرقان" اپنے عبد پر اتارا تاکہ
وہ تمام عالم کی ضلالتوں کے لئے ڈرانے
والا ہو۔"

اسی طرح سورۂ نجم میں کہا:

"اوحی الی عبدہ ما اوحی"

سورۂ حدید میں کہا:

"ینزل علی عبدہ"

پس ان تمام مقامات میں آپ کا اسم گرامی نہیں لیا' بلکہ اس کی جگہ صرف "عبد" فرمایا' حالانکہ بعض دیگر انبیاءؑ کے لئے اگر "عبد" کا لفظ فرمایا ہے تو اس کے ساتھ نام کی تصریح بھی کر دی ہے۔ سورۂ مریم میں حضرت زکریاؑ کے لئے فرمایا: "ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا" سورۂ صٓ میں کہا: "واذکر عبدنا داؤد" نیز "واذکر عبدنا ایوب"۔

اس خصوصیت و امتیاز سے اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود الٰہی تھا کہ اس وجود گرامی کی عبدیت اور بندگی اس درجہ آخری و مرتبہ قصویٰ تک پہنچ چکی ہے' جو انسانیت کی انتہا ہے اور جس میں اور کوئی عبد اس عبد کامل کا شریک و سہیم نہیں۔ پس عبدیت کا فرد کامل وہی ہے اور اس لئے بغیر اضافت و نسبت کے صرف "عبد" کا لقب اس کو ناموں اور علموں کی طرح پہچنوا دیتا ہے کیونکہ تمام کائنات ہستی میں اس کا سا اور کوئی عبد نہیں۔

پس یہ وہ تھا کہ اس کے صفات الٰہیہ کا یہ حال رہا ہے' اس کی انسانیت و عبدیت کی وحدت اس طرح فرمان فرمائے جمیع کائنات ہے' اس کی محبت و محبوبیت کا خود رب السمٰوات والارض نے اعلان کیا اور اس کی رحمت کو اپنی ربوبیت کی طرح تمام عالمین پر محیط کر دیا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات رافت و رحمت سے متصف فرمایا اور اگر اپنے آپ کو "الرحمٰن الرحیم" کہا تو اسے بھی بالمؤمنین رؤف الرحیم قرار دیا' اسے تمام قرآن حکیم میں کبھی بھی نام لے کر نہ پکارا بلکہ کبھی صدائے عزت سے نوازا کہ "یاایہاالرسول" اور کبھی طریق محبت سے پکارا کہ "یاایہاالمزمل" اس کے وجود یا جود کی عزت و عظمت کو اپنی عزت کی طرح اپنے بندوں پر فرض کر دیا اور جا بجا حکم دیا کہ "تعزروہ وتوقروہ" (اس کی عزت کرو اور اس کی توقیر بجا لاؤ) پھر وہ کہ اس کی محبوبیتوں اور عظمتوں کا یہ حال تھا کہ اس کا وجود مقدس و اطہر تو بڑی چیز ہے' وہ جس آبادی میں بسا اور جس شہر کی گلیوں میں چلا پھرا' اس عزت کو بھی خدائے زمین و آسمان نے تمام عالم میں نمایاں کیا:

"ہم مکہ کی قسم کھاتے ہیں مگر اس
لئے کہ تیرا وجود اس کی سرزمین میں رہا اور
بسا ہے۔" (سورۂ بلد)

پس جس کی قدوسیت و جبروتیت کا یہ مرتبہ ہو اس کی یاد میں جتنی گھڑیاں بھی کٹ جائیں' اس کے عشق میں جتنے آنسو بھی بہہ جائیں' اس کی محبت میں جتنی آہیں بھی نکل جائیں اور اس کی مدح و ثنا میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں' انسانیت کا حاصل' روح کی سعادت' دل کی طہارت' زندگی کی پاکی اور ربانیت و الٰہیت کی بادشاہی ہے۔

لیکن جب کہ تم اس ماہ مبارک میں یہ سب کچھ کرتے ہو اور اس ماہ کے واقعہ ولادت کی یاد میں خوشیاں مناتے ہو تو اس کی مسرتوں کے اندر تمہیں کبھی اپنا وہ ماتم بھی یاد آتا ہے' جس کے بغیر اب تمہاری کوئی خوشی نہیں ہو سکتی؟ کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کس کی پیدائش ہے' جس کی یاد کے لئے تم سروسامان کرتے ہو؟ یہ کون تھا جس کی ولادت کے تذکرے میں تمہارے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے؟

آہ! اگر اس مہینے کی آمد تمہارے لئے جشن و مسرت کا پیام ہے' کیونکہ اسی مہینے میں وہ آیا جس نے ہمیں سب کچھ دیا تھا' تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی مہینے میں ماتم نہیں' کیونکہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا' وہ سب ہم نے کھو دیا۔ اس لئے اگر یہ ماہ ایک طرف بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہونا چاہئے۔

تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو' مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو' مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے' تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو' مگر آہ! تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے' تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو' مگر آہ! تمہاری غفلت کہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کے مشام روح یکسر محروم ہیں! کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں' تمہارے اینٹ اور چونے کے مکان کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا' تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں' تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لئے دنیا کچھ نہ کہتی' مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی' تمہاری

زبانوں سے نہیں مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنہ نبوی کی مدح وثنا کے ترانے اٹھتے:

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ' تو نہ مرجائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

"حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اندھے پن میں پڑتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہوجایا کرتیں' دل اندھے ہوجاتے ہیں' جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔" (سورۂ حج)

پھر آہ وہ قوم اور صد آہ! اس قوم کی غفلت و نادانی جس کے لئے ہر جشن ومسرت میں پیام ماتم ہے اور جس کی حیات قومی کا ہر قہقہہ عیش' فغان حسرت ہوگیا ہے' مگر نہ تو ماضی کی عظمتوں میں اس کے لئے کوئی منظر عبرت ہے' نہ حال کے واقعات وحوادث میں کوئی پیام تنبہ وہوشیاری ہے اور نہ وہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کوئی روشنی اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اسے اپنی کام جوئیوں اور جشن ومسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں' حالانکہ اس کے جشن و طرب کے ہر وِرود میں ایک نہ ایک پیام ماتم وعبرت بھی رکھ دیا گیا ہے' بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں' کان سنیں اور دل کی دانائی غفلت وسرشاری نے چھین نہ لی ہو۔

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لئے جشن و مسرت کا پیام اس لئے تھا کہ اسی مہینے میں خدا کا وہ فرمان رحمت دنیا میں آیا جس کے ظہور نے دنیا کی شقاوت وحرمان کا موسم بدل دیا۔ ظلم وطغیان اور فساد و عصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں۔ خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا۔ انسانی اخوت ومساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کردیا اور کلمہ کفر وضلالت کی جگہ کلمۂ حق وعدالت کی بادشاہت کا اعلان عام ہوا:

"اللہ کی طرف سے تمہاری جانب ایک نور ہدایت اور کتاب مبین آئی' اللہ اس کے ذریعے سے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت کرتا اور ان کے آگے صراط مستقیم کو کھولتا ہے۔" (سورۂ مائدہ)

لیکن دنیا شقاوت وحرمان کے درد سے پھر دکھیا ہوگئی۔ انسانی شر وفساد اور ظلم وطغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لئے پھیل گئی' سچائی اور راست بازی کی کھیتیوں نے پامالی پائی اور انسانوں کے بے راہ گلے کا کوئی رکھوالا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لئے تھی' غیروں کو دے دی گئی اور اس کے کلمہ حق وعدل کے غمگساروں اور ساتھیوں سے اس کی سطح خالی ہوگئی:

"زمین کی خشکی اور تری دونوں میں انسان کی پیدا کی ہوئی شرارتوں سے فساد پھیل گیا اور زمین کی صلاح وفلاح غارت ہوگئی۔" (سورۂ روم)

پھر آہ! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو' پر اس کے ظہور کے مقصد سے غافل ہوگئے ہو اور وہ جس غرض کے لئے آیا تھا' اس کے لئے تمہارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں۔

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لئے خوشیوں کی بہار ہے' تو صرف اس لئے کہ اس مہینے میں دنیا کی خزان ضلالت ختم ہوئی اور کلمہ حق کا موسم ربیع شروع ہوا۔ پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو' مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

اس موسم کی خوشیاں اس لئے تھیں کہ اسی ماہ میں اللہ کی عدالت کی وہ "آتشیں شریعت" کوہ فاران پر نمودار ہوئی' جس کی خبر سعیر کی چوٹیوں پر صاحب تورات کو دی گئی تھی اور جو مظلومی کے آنسو بہانے' مسکینی کی آہیں نکالنے' ذلت ونامرادی سے ٹھکرائے جانے کے لئے دنیا میں نہیں آئی تھی' بلکہ اس لئے آئی تھی کہ اعدائے حق وعدالت ناکامی کے آنسو بہائیں' دشمنان الٰہی مسکینی کے لئے چھوڑ دیئے جائیں' ضلالت وشقاوت' نامرادی وناکامی کی ذلت سے ٹھکرائی جائے' سچائی اور راستی کا عرش عظمت واجلال نصرت الٰہی کی کامرانیوں اور اقبال وفیروزی کی فتح مندیوں کے ساتھ تمام کائنات ارض میں اپنی جبروتیت وقدوسیت کا اعلان کرے۔ پس وہ اللہ کے ہاتھوں کی چمکائی ہوئی ایک تلوار تھی' جس کی ہیبت و قہاریت نے باطل پرستی کی تمام طاقتوں کو لرزا دیا۔ دنیا کو کلمہ حق کی بادشاہت اور دائمی فتح کی بشارت سنائی:

"وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو دنیا کی سعادت کے قیام اور ضلالت کی مقہوریت کے لئے دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ تمام دینوں پر اسے غالب کردے' پس اس کی حقانیت کی طاقت ہی آخر میں دائمی اور عام فتح پانے والی ہے اگرچہ مشرکوں پر ایسا ہونا بہت ہی شاق گزرے۔" (سورۂ توبہ)

وہ ذلت کا زخم نہ تھا' بلکہ نامرادی کا زخم لگانے والا ہاتھ تھا۔ وہ مظلومی کی تڑپ نہ تھی بلکہ ظلم کو تڑپانے والی شمشیر تھی' وہ مسکینی کی بے قراری نہ تھی' بلکہ دنیا کو بے قرار کرنے والوں نے اس سے بے قراری پائی' وہ درد وکرب کی کروٹ نہ تھی بلکہ درد وکرب میں مبتلا کرنے والوں کو اس سے بے چینی کا بستر ملا' وہ جو کچھ لایا اس میں غمگینی کی چیخ نہ تھی ماتم کی آہ نہ تھی' ناتوانی کی بے بسی نہ تھی' حسرت ومایوسی کے آنسو نہ تھے بلکہ

یکسر شادمانی کا غلغلہ تھا' جشن و مراد کی بشارت تھی' کامیابی و عیش فرمائی کی بہار تھی' طاقت اور فرمان فرمائی کا اقبال تھا' امید اور یقین کا خندۂ عیش تھا' زندگی اور فیروز مندی کا پیکر و تمثال تھا' فتح مندی کی ہمیشگی تھی اور نصرت و کامرانی کا دوام:

"اللہ کے وہ صالح بندے جنہوں نے دنیا کی تمام طاقتوں سے کٹ کر کہا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں' پھر ساتھ ہی اس پر جم گئے اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنی خدا پرستی کو قائم کیا' سو یہ وہ لوگ ہیں کہ کامرانی و فتح مندی کے لئے خدا نے ان کو چن لیا ہے' وہ اپنے ملائکہ نصرت کو ان پر بھیجتا ہے جو ہر دم پیام شادمانی و کامیابی پہنچاتے ہیں کہ نہ تو تمہارے لئے خوف ہے اور نہ کسی طرح کی غمگینی' دنیا کی زندگی میں بھی خدا کی مہربانیوں سے بامراد' اللہ کی تمام نعمتیں صرف تمہارے ہی لئے ہیں' تم جو نعمت چاہو گے تمہیں ملے گی اور جس چیز کو پکارو گے پاؤ گے۔"

کیونکہ وہ جو ربیع الاول میں آیا' اس نے کہا کہ غم اور ناکامی ان کے لئے ہونی چاہئے جن کے پاس کامیابی و نصرت بخشنے والے کا رشتہ نہیں' پر وہ جنہوں نے تمام انسانی اور دنیوی طاقتوں سے سرکشی کر کے صرف خدا کی قدوس طاقت کے ساتھ وفاداری کی اور اس ذات کو اپنا دوست بنالیا جو ساری خوشیوں کا دینے والا اور تمام کامیابیوں کا سرچشمہ ہے تو وہ کیونکر غمگینی پاسکتے ہیں اور خدا کے دوستوں کے ساتھ اس کی زمین میں کون ہے جو دشمنی کرسکتا ہے؟

"اس لئے کہ اللہ مومنوں کا دوست اور حامی ہے مگر جنہوں نے اس سے انکار کیا' ان کے لئے کوئی دوست و حامی اور سازگار نہیں۔" (سورہ محمد)

جن پاک روحوں نے خدا کی سچائی اور کلمۂ حق وعدل کی خدمت گزاری کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا' وہ کسی سے نہیں ڈر سکتے' البتہ ان کی ہیبت و قہاریت سے دنیا کو ڈرنا چاہئے:

"دشمنان حق کی شیطانی ہیبتوں سے نہ ڈرو' اللہ سے ڈرو' اگر فی الحقیقت تم مومن ہو۔" (آل عمران)

دنیا میں متضاد اجزا باہم جمع ہوسکتے ہیں' آگ اور پانی ممکن ہے ایک جگہ جمع ہو جائیں' شیر اور بکری ہوسکتا ہے ایک گھاٹ سے پانی پی لیں' لیکن خدا کا "ایمان" اور "انسان کا خوف" یہ دو چیزیں ایسی متضاد ہیں جو کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اگر ایک بدبخت ایمان الٰہی کا دعویٰ کر کے انسان کے ڈر سے بھی کانپ رہا ہے تو تم اسے ان کنکروں اور پتھروں کی طرح ٹھکرادو جو انسان کی راہ میں لڑھک کر آجاتے ہیں تاکہ دوڑنے والوں کے لئے ٹھوکر بنیں کیونکہ وہ ایمان کے یقین سے محروم ہے:

"نہ ہراساں ہو اور نہ غمگین ہو' تمہیں سب پر غالب آنے والے ہو' اگر تم سچے مومن ہو۔" (آل عمران)

"یاد رکھو کہ جو لوگ اللہ کے دوست اور اس کے چاہنے والے ہیں' ان کے لئے نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ کبھی وہ غمگین ہوں گے۔" (سورہ یونس)

لیکن آج جبکہ تم عید میلاد کی مجلسیں منعقد کرتے ہو' تو تمہارا کیا حال ہے؟ وہ تمہاری دولت کہاں ہے جو تمہیں دی گئی تھی؟ وہ تمہاری نعمت کامرانی کدھر گئی جو تمہیں سونپی گئی تھی؟ وہ تمہاری روح حیات کیوں تمہیں چھوڑ کر چلی گئی جو تم میں پھونکی گئی تھی؟ آہ! تمہارا خدا تم سے کیوں روٹھ گیا؟ تمہارے آقا نے کیوں تم کو صرف اپنی ہی غلامی کیلئے نہ رکھا؟ کیا ربیع الاول میں آنے والے نے خدا کا وعدہ نہیں پہنچایا تھا کہ عزت صرف تمہارے ہی لئے ہے اور اس دولت کا اب زمین پر تمہارے سوا کوئی وارث نہیں؟

"عزت اللہ کے لئے ہے' اس کے رسول کے لئے اور مومنوں کے لئے' لیکن جن کے دل نفاق میں کھوئے گئے' وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔" (سورہ منافقون)

پھر یہ کیسا انقلاب ہے کہ تم ذلت کے لئے چھوڑ دیئے گئے ہو اور عزت نے تم سے منہ چھپالیا ہے؟ کیا خدا کا وعدہ نصرت تم تک نہیں پہنچایا گیا تھا کہ:

"مسلمانوں کو نصرت و فتح دینا ہمارے لئے ضروری ہے (یہ کسی طرح نہیں ہوسکتا) کہ ہم غیروں کو فتح یاب کریں اور مومن ناکام رہ جائیں۔" (سورہ روم)

پھر یہ کیوں ہے کہ تم نے کامیابی نہ پائی اور کام و مراد نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا؟ کیا خدا کا وعدہ سچا نہ تھا؟ اور کیا وہ اپنے قول کا پکا نہیں کہ تم جو انسانوں کے وعدوں پر ایمان رکھتے اور ان کے حکموں کے آگے گرنا چاہتے ہو خدا کے وعدہ "لا یخلف المیعاد" کے لئے اپنے اندر ایمان کی کوئی صدا نہیں پاتے؟ آہ! نہ تو اس کا وعدہ جھوٹا تھا اور نہ اس نے اپنا رشتہ توڑا' مگر تم ہی ہو' تمہاری ہی محرومی و بے وفائی ہے' تمہارے ہی ایمان کی موت اور راستی کی حرمانی ہے' جس نے اپنا پیمان وفا توڑا اور خدا کے مقدس رشتے کی عزت کو اپنی غفلت و بداعمالی اور غیروں کی پرستش و بندگی سے بٹا لگایا:

"اس لئے کہ خدا کبھی کسی قوم کی نعمت کو محرومی سے نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود ہی اپنے اندر تبدیلی نہ کر دے' اس لئے بھی کہ اللہ (سب کی) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے۔" (سورۃ انفال)

خدا اب بھی غیروں کے لئے نہیں' بلکہ صرف تمہارے لئے ہے بشرطیکہ تم بھی غیروں کے لئے نہیں بلکہ صرف خدا ہی کے لئے ہو جاؤ:

"اگر تم خدا کے کلمہ حق کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے اندر ثابت قدمی اور مضبوطی پیدا کر دے گا۔" (سورۃ محمد)

تم ربیع الاول میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دعویٰ رکھتے ہو اور مجلسیں منعقد کر کے اس کی مدح وثنا کی صدائیں بلند کرتے ہو' لیکن تمہیں کبھی یہ یاد نہیں آتا کہ جس کی یاد کا تمہاری زبان دعویٰ کرتی ہے' اس کی فراموشی کے لئے تمہارا ہر عمل گواہ ہے اور جس کی مدح وثنا میں تمہاری صدائیں زمزمہ سرا ہوتی ہیں' اس کی عزت کو تمہارا وجود بٹا لگا رہا ہے؟ وہ دنیا میں اس لئے آیا تھا کہ انسانوں کو انسانی بندگی سے ہٹا کر صرف اللہ کی عبودیت کے صراط مستقیم پر چلائے اور غلامی کی ان تمام زنجیروں سے ہمیشہ کے لئے نجات دلا دے جن کے بڑے بڑے بوجھل حلقے انہوں نے اپنے پاؤں میں ڈال لئے تھے:

"پیغمبر اسلام کے ظہور کا مقصد یہ ہے کہ گرفتاریوں اور بندشوں سے انسان کو نجات دلائے اور غلامی کے جو طوق انہوں نے اپنی گردنوں میں پہن رکھے ہیں' ان کے بوجھ سے رہائی بخشے۔" (الاعراف)

اس نے کہا کہ اطاعت صرف ایک ہی ہے اور حکم وفرمان صرف ایک ہی کے لئے سزاوار ہے:

"حکم وطاقت کسی کے لئے نہیں مگر صرف اللہ کے لئے۔" (سورۃ یوسف)

اس نے سب سے پہلے انسان کو اس کی چھنی ہوئی آزادی وحریت واپس دلائی اور کہا کہ مومن نہ تو بادشاہوں کی غلامی کے لئے ہے' نہ کاہنوں کی اطاعت کے لئے' نہ کسی اور انسانی طاقت کے آگے جھکنے کے لئے' بلکہ اس کے سر کے لئے ایک ہی چوکھٹ' اس کے دل کے لئے ایک ہی عشق' اس کے پاؤں کے لئے ایک ہی زنجیر اور اس کی گردن کے لئے ایک ہی طوق اطاعت ہے' وہ جھکتا ہے تو اسی کے آگے' روتا ہے تو اسی کے لئے' اعتماد کرتا ہے تو اسی کی ذات پر' ڈرتا اور لرزتا ہے تو اسی کی ہیبت سے' امید کرتا ہے تو اسی کی رحمت پر' وہ مشرک نہیں کہ خدا کی طرح انسان کو بھی ہیبت اور قہاریت کی صفت بخشے:

"پرستش اور غلامی کے لئے کئی ایک معبود بنا لینا اچھا یا ایک ہی خدائے واحد و قہار کا ہو رہنا؟ یہ جو تم نے اپنی بندگی کے لئے بہت سی چوکھٹیں بنا رکھی ہیں' تو بتلاؤ ان کی ہستی بجز اس کے کیا ہے کہ چند وہم ساز نام ہیں جو تم نے اور تمہارے بڑوں نے اپنی گمراہی سے گھڑ لئے اور مدت کی ضلالت ورسم پرستی نے ان کے اندر مصنوعی ہیبت ومرعوبیت پیدا کر دی حالانکہ خدا نے نہ تو ان کے اندر کوئی طاقت رکھی اور نہ ان کی معبودیت ومحبوبیت کے لئے کوئی حکم اتارا' یقین کرو کہ تمہاری غلامی کے یہ تمام مصنوعی بت کچھ بھی نہیں' حکم وسلطانی دنیا میں نہیں مگر صرف اللہ کے لئے' اس نے حکم دیا کہ پرستش نہ کرو مگر صرف اسی کی' یہی انسان کی فطرت صالحہ کی راہ ہے اور اس لئے یہی دین قیم ہے۔" (سورۃ یوسف)

اور دیکھو کہ اس نے انسان کی حریت صادقہ اور آزادی حق کو کس طرح مثالوں کی دانائی میں سمجھایا:

"اللہ ایک مثال دیتا ہے: یوں فرض کرو کہ ایک شخص ہے جو کسی دوسرے انسان کا غلام ہے' خود اسے کوئی اختیار حاصل نہیں' وہ اپنی کسی چیز پر باوجودیکہ اسی کی ہے' کچھ قدرت نہیں رکھتا اور صرف اپنے آقا کے حکموں کا بندہ ہے' مگر اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا آزاد وخود مختار انسان ہے' جس پر کسی انسان کی حکومت نہیں' اسے اپنی ہر چیز پر قدرت واختیار حاصل ہے اور جو کچھ خدا نے دیا ہے وہ اسے ظاہر وپوشیدہ' جس طرح چاہتا ہے بے دھڑک خرچ کرتا ہے تو کیا یہ دونوں آدمی ایک ہی طرح کے ہوئے؟ کیا دونوں کی حالت میں کوئی فرق نہیں؟ اگر فرق ہے تو پھر وہ کہ اس کا مالک صرف خدا ہی ہے اور وہ کہ اس کے گلے میں انسانوں کی اطاعت کے طوق پڑے ہوئے ہیں' دونوں ایک طرح کے کیسے ہو سکتے ہیں؟"
(سورۃ النحل)

پس اگر ربیع الاول کا مہینہ دنیا کے لئے خوشی اور مسرت کا مہینہ تھا تو صرف اس لئے کہ اسی مہینے میں دنیا کا وہ سب سے بڑا انسان آیا جس نے مسلمانوں کو ان کی سب سے بڑی نعمت یعنی: "خدا کی بندگی اور انسانوں کی آقائی" عطا فرمائی اور اس کو اللہ کی خلافت ونیابت کا لقب دے کر خدا کی ایک پاک ومحترم امانت ٹھہرایا۔ پس ربیع الاول انسانی حریت کی پیدائش کا مہینہ ہے' غلامی کی موت اور ہلاکت کی یادگار ہے'

خلافت الٰہی کی بخشش کا اولین یوم ہے' وراثت ارضی کی تقسیم کا اولین اعلان ہے' اسی ماہ میں کلمہ حق وعدل زندہ ہوا اور اسی میں کلمہ ظلم وفساد اور کفر وضلالت کی لعنت سے خدا کی زمین کو نجات ملی۔

لیکن آہ! تم کہ اس ماہ حریت کے ورود کی خوشیاں مناتے ہو اور اس کے لئے ایسی تیاریاں کرتے ہو' گویا وہ تمہارے ہی لئے اور تمہاری ہی خوشیوں کے لئے آیا ہے' خدارا مجھے بتلاؤ؟ تم کو اس پاک اور مقدس یادگار کی خوشی منانے کا کیا حق ہے؟ کیا موت اور ہلاکت کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ زندگی اور روح کو اپنا ساتھی بنائے؟ کیا ایک مردہ لاش پر دنیا کی عقلیں نہ ہنسیں گی اگر وہ زندوں کی طرح زندگی کو یاد کرے گی؟ ہاں یہ سچ ہے کہ آفتاب کی روشنی کے اندر دنیا کے لئے بڑی ہی خوشی ہے' لیکن ایک اندھے کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھوں والوں کی طرح خوشیاں منائے؟

پھر تم بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ تم غلاموں کا ایک گلہ ہو جس نے اپنے نفس کی غلامی' اپنی خواہشوں کی غلامی' ماسوا اللہ کے رشتوں کی غلامی' اور غیر الٰہی طاقتوں کی غلامی کی زنجیروں سے اپنی گردن کو چھپادیا ہے' تم پتھروں کا ایک ڈھیر ہو' جو نہ تو خود ہل سکتا ہے اور نہ اس میں جان اور روح ہے' البتہ چور چور ہوسکتا اور ایک دوسرے پر پٹکا جاسکتا ہے تم غبار راہ کی ایک مٹھی ہو' جس کو ہوا اڑا لے جائے تو اڑا سکتی ہے' ورنہ وہ خود صرف اس لئے ہے کہ ٹھوکروں سے روندی جائے اور جولانِ قدم سے پامال کی جائے۔ وبالمصیبۃ!

گلگونہ عارض ہے' نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل' تو تو کسی کام نہ آیا

پھر اے غفلت کی ہستیو! اور اے بے خبری کی سرگشتہ خواب روحو! تم کس منہ سے اس کی پیدائش کی خوشیاں مناتے ہو جو حریت انسانی کی بخشش' حیات روحی ومعنوی کے عطیے اور کامرانی وفیروز مندی کی خسروی وملوکی کے لئے آیا تھا؟ اللہ اللہ غفلت کی نیرنگی اور انقلاب کی بوقلمونی! ماسوا اللہ کی عبودیت کی زنجیریں پاؤں میں ہیں' انسانوں کی مملوکیت و مرعوبیت کے حلقے گردنوں میں' ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالی اور اعمال حقہ وحسنہ کی روشنی سے روح محروم! ان سامانوں اور تیاریوں کے ساتھ تم مستعد ہوئے ہو کہ ربیع الاول کے آنے والے کی یاد کا جشن مناؤ' جس کا آنا خدا کی عبودیت کی فتح' غیر الٰہی عبودیت کی ہلاکت' حریت صادقہ کا اعلان حق' عدالت حقہ کی ملوکیت کی بشارت اور امت عادلہ و قائمہ کے تمکن وقیام کی بنیاد تھا:

"ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ کوئی
بات ہو' سمجھ بوجھ کے قریب بھی نہیں
پھٹکتے؟" (النساء)

پس اے غفلت شعاران ملت! تمہاری غفلت پر صد فغاں وحسرت اور تمہاری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ و بکا' اگر تم اس ماہ مبارک کی اصلی عظمت وحقیقت سے بے خبر رہو اور صرف زبانوں کے ترانوں' درودیوار کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اس کے مقصد ویاد کو گم کردو' تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ماہ مبارک امت مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے' خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے' خلافت ارضی و وراثت الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے' پس اس کے آنے کی خوشی اور اس کے تذکرہ ویاد کی لذت ہر اس شخص کی روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الٰہی کی تعمیل واطاعت اور اس اسوۂ حسنہ کی پیروی وتاسی کے لئے کوئی نمونہ نہیں رکھتا۔

☆☆..........☆☆

**بقیہ: مولانا محمد علی جالندھریؒ**

دین' جس کا مذہب سچا ہوگا اس کی کتاب بچ جائے گی اور جس کا مذہب جھوٹا ہوگا اس کی کتاب جل جائے گی' بس یہی میرا مناظرہ ہے۔

شاہ صاحبؒ نے جب یہ سنا تو ایک لمحہ کے لئے سوچ میں پڑ گئے کہ میں جس مناظرہ کے لئے تیار ہوکر آیا تھا اس موضوع پر تو اس نے کوئی بات ہی نہیں کی مگر مومن کی بصیرت کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا' چنانچہ دوسرے ہی لمحہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائیو! آپ نے اس کی بات سنی اب میری بات سنئے: یہ اپنی مذہبی کتاب کو آگ میں ڈالنے کے لئے تیار ہے مگر میں اپنی مذہبی کتاب کو آگ میں نہیں ڈالوں گا' کیونکہ یہ اس مقدس کتاب کی توہین ہے' ہاں البتہ یہ پادری اپنی مذہبی کتاب کو اپنے سینے سے لگائے اور میں اپنی مذہبی کتاب قرآن مجید کو اپنے سینے سے لگا کر آگ میں کودتا ہوں اور یہ بھی آگ میں کودے' جس کی کتاب سچی ہوگی وہ خود بھی بچے گی اور اپنے ماننے والوں کو بھی بچالے گی اور جس کی کتاب سچی نہ ہوئی وہ خود بھی جل جائے گی اور اس کا ماننے والا بھی جل جائے گا۔ شاہ صاحب کا یہ جواب سن کر پادری کانپنے لگا' کیونکہ وہ اپنی کتاب پر ایسا مصالحہ چڑھا کر لایا تھا جس پر آگ اثر نہ کرے لیکن اپنے جسم پر تو اس نے مصالحہ نہیں لگایا تھا اس لئے وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو فتح سے سرفراز فرمایا' بعد میں کسی محرم راز نے شاہ صاحبؒ سے پوچھا کہ کیا آپ کو یقین تھا کہ آپ آگ میں نہیں جلیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اللہ کی قسم! مجھے پورا یقین تھا کیونکہ اس وقت میرے دل میں قرآن پاک کی یہ آیت موجزن ہوئی کہ:

"ہم نے ابراہیم پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنادیا۔"

جو خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو ٹھنڈا کرسکتا ہے وہ میرے لئے بھی اس آگ کو ٹھنڈا کرسکتا ہے۔

## ملفوظات وارشادات

# حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

سید شمشاد حسین شاہ

فرمایا...... بے شک مغلیہ خاندان کے چند بادشاہوں کے دور میں اسلام کا وہ تشخص برقرار نہ رہا تھا مگر پھر بھی علماً کے اپنے حلقے تھے دروس کا ایک عظیم سلسلہ تھا مدرسوں اور خانقاہوں کے اوقاف موجود تھے اور علماً کرام بے فکری کے ساتھ دین کی خدمت کر رہے تھے۔

مگر انگریز کے آنے سے حالات بالکل بدل گئے انگریز نے ایک دن میں ہزاروں علماً کو پھانسی چڑھادیا' مدارس اور خانقاہوں کے اوقاف ضبط کر لئے گئے'یوں دیکھتے ہی دیکھتے ایک قیامت تھی جو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی کہ انگریز نے باقاعدہ ایک ٹیم مرتب کی جس میں ان کے بڑے پادری اور مفکر موجود تھے'اس ٹیم نے پورے ملک کا دورہ کیا اور یہ رپورٹ دی:

۱:...... چونکہ انگریز نے مسلمانوں سے حکومت چھینی ہے اس لئے قدرتی طور پر مسلمان ہی اس کے بڑے مخالف ہیں لہٰذا اگر کبھی بھی حکومت کو خطرہ ہوا تو وہ مسلمان سے ہوگا۔

۲:......علماً اسلام میں جذبہ جہاد موجود ہے اور لوگوں پر علماً کا ایک خاص اثر ہے'اس لئے علماً کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ان کا وقار کم کیا جائے۔

۳:......قرآن پاک مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے'اس لئے اس کے ساتھ ان کو بہت عقیدت ہے' کسی طرح قرآن کا یہ سلسلہ ختم کیا جائے۔

۴:......مسلمانوں کے دلوں میں اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے'اس لئے وہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں' اس لئے اگر انہی میں سے کسی کو نبی بنایا جائے اور وہ جہاد کے خلاف فتویٰ دے تو اس طریقہ سے مسلمان اپنے نبی کی بات مانیں گے اور ان کا جذبہ جہاد ٹھنڈا پڑ جائے گا۔حکومت اعلیٰ سطح پر نئے نبی کو تحفظ دے اور اس کے ماننے والوں کی حوصلہ افزائی کرے' انہیں گورنمنٹ میں ملازمت کے لئے آسانیاں دے کر ایک کشش پیدا کی جائے'اس طرح لوگ جوق در جوق اس کے مذہب میں شامل ہوں گے اور مسلمانوں کا یہ اتحاد ختم ہو جائے گا۔

۵:......مسلمانوں میں ایسے کاریگر اور معمار موجود ہیں جن کی موجودگی میں ہمارے کارخانوں اور صنعتوں کے مال کی کھپت مشکل ہے'اس لئے ضرورت ہے کہ ان کاریگروں اور دیسی صنعت کاروں کو دل برداشتہ کیا جائے اور ذہنی و جسمانی طور پر انہیں اتنی اذیتیں دی جائیں کہ یا پنی موت آپ مر جائیں۔

چنانچہ انگریز نے اس رپورٹ پر پورا عمل کیا اور ان دونوں طبقوں یعنی علماً اور کاریگروں کو ختم کرنے کی پوری سازش کی گئی۔معاشی' اقتصادی اور اخلاقی سطح پر ان دونوں طبقوں کو مفلوج کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی'حتیٰ کہ لطیفے بنائے گئے جن میں ان کا مذاق اڑایا گیا' فرمایا کہ ڈھاکہ کی ململ اس قدر نفیس اور اعلیٰ ہوا کرتی تھی کہ اس کا پورا تھان ماچس کی ڈبیہ میں بند ہو جاتا تھا اور پورے تھان کو انگوٹھی میں سے گزارا جا سکتا تھا مگر اس بے چارے کاریگر کو"جولاہا" اور"بے وقوف" کہا گیا اور قسم قسم کی بے وقوفی کے واقعات گھڑ کر اس کی طرف منسوب کئے گئے۔

اسی طرح علماً جن کا مسلمانوں کے دلوں میں ایک خاص مقام تھا'انہیں پیٹو اور حلوہ خور اور نہ جانے کیا کیا القابات دیئے گئے'یوں غیر محسوس طریقہ سے ایک فضا بنائی گئی۔اس موقع پر مولانا جالندھریؒ نے فن تعمیر کے ایک دو واقعات بھی سنائے'فرمایا کہ شاہی محل دہلی میں ایک حوض تھا جس میں ایک بتی روشن تھی جس کی وجہ سے سردیوں میں پانی گرم رہتا تھا اور گرمیوں میں ٹھنڈا رہتا تھا۔انگریز نے اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اسے کھول کر دیکھنا چاہا مگر بعد میں اسے دوبارہ ترتیب نہ دے سکا اور وہ خاصیت جاتی رہی۔اسی طرح دوسری مثال یہ سنائی کہ شاہی مسجد دہلی کے تعمیر ہونے کے دو تین سو سال بعد یعنی انگریز کے زمانہ میں مسجد کے محراب پر جو سل دیوار میں فٹ تھی اس پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا' صدیاں گزرنے کی وجہ سے وہ سل پرانی ہو گئی تھی اور اس پر دراڑیں پڑ گئی تھیں۔نمازیوں نے سوچا کہ یہ سل تبدیل کرائی جائے' چنانچہ اس وقت کے پرانے کاریگروں اور معماروں کو وہ سل دکھلائی گئی اور تبدیل کرنے کو کہا

گیا مگر سب کاریگروں نے ایک ہی بات کہی کہ سل کو بدلنا تو کچھ مشکل نہیں' اسے توڑ کر ہم باہر نکال لیں گے اور نئی سل تیار کر کے اندر فٹ کر دیں گے مگر نئی سل اندر رکھتے وقت یہ جو کنگریاں بنائی ہوئی ہیں انہیں توڑنا پڑے گا اور سل اندر رکھنے کے بعد جب دوبارہ یہ کنگریاں بنائی جائیں گی تو اس طرح کی کنگریاں بننی مشکل ہوں گی اور ویسے بھی دور سے جوڑ معلوم ہوا کرے گا۔ اس پر کافی غور کیا گیا' مگر طے یہ ہوا کہ سل کا تبدیل کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ اب بدزیب لگنے لگی ہے' چنانچہ کاریگروں نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے ہم اندر کی سل توڑ کر نکالیں گے اور کنگریاں بعد میں توڑیں گے جب نئی سل اندر رکھنے لگیں گے تو اس کے مطابق جتنی کنگریاں توڑنا ضروری ہوئیں صرف اتنی کنگریاں توڑی جائیں گی' چنانچہ سل کو توڑ کر باہر نکالا گیا مگر کاریگروں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ پرانی سل کو باہر نکالتے ہی اوپر دیوار میں سے خود بخود ایک نئی سل دھڑام سے نیچے گر کر اسی جگہ پر فٹ ہو گئی اور یوں کنگریاں توڑنے کا مسئلہ ہی پیش نہ آیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کے معماروں نے دیوار تعمیر کرتے وقت اوپر نیچے کئی سلیں پہلے سے فٹ کر رکھی تھیں کہ جوں ہی ایک سل پرانی ہو یا خراب ہو اور اسے باہر نکالا جائے تو دوسری سل اس کی جگہ خود بخود فٹ ہو جائے۔

فرمایا یہ تو ایک دو مثالیں ہیں ورنہ مغلیہ دور کی پرشکوہ عمارات اور ان کے عجوبات اپنی مثال آپ ہیں' مگر افسوس کہ انگریز نے وہ طبقہ ہی ختم کر دیا' اب میں رپورٹ کے باقی حصوں کی طرف آتا ہوں۔

فرمایا کہ قرآن پاک کے ہزاروں نسخے خرید کر دریا برد کر دیئے گئے' کہ نہ کتاب رہے گی اور نہ یہ جذبہ رہے گا مگر اس میں اس کو ناکامی نصیب ہوئی اور جب انگریز نے دیکھا کہ قرآن پاک تو مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں محفوظ ہے' اس لئے اس نے جلدی یہ حرکت چھوڑ دی اور اس کے لئے اس نے یہ تجویز کیا کہ انگریزی اسکولوں کا جال پورے ملک میں بچھا دیا جائے اور ملازمت کے دروازے صرف ان لوگوں کے لئے کھولے جائیں جو انگریزی اسکولوں کے پڑھے ہوئے ہوں۔ اس طرح جب معاشی طور پر لوگ اس طرف فائدہ دیکھیں گے تو وہ اپنے بچوں کو دینی مدارس کے بجائے انگلش اسکولوں میں بھیجیں گے' چنانچہ انگریز کی یہ اسکیم کافی حد تک کامیاب رہی۔

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں اسے ایک بکاؤ مال بھی مل گیا جس نے پروگرام کے مطابق نبوت کا دعویٰ کیا اور جہاد کے خلاف بے شمار کتابیں تحریر کیں' یوں اپنے طور پر انگریز نے وہ حربہ استعمال کیا جس سے اس کی حکومت مضبوط ہو اور مخالف قومیں ہمیشہ کے لئے دب کر رہ جائیں۔

فرمایا کہ انگریز کے ظلم ناانصافی اور تعصب کا آپ اسی سے اندازہ لگائیں کہ ایک فارغ التحصیل عالم کو تو ووٹ کا حق نہ دیا جبکہ پرائمری اسکول سے پڑھا ہوا ووٹ ڈال سکتا تھا یعنی ان کے ہاں وہ شخص ان پڑھ شمار ہوتا تھا جو ان کے نظام کے تحت گورنمنٹ کے اسکول سے پڑھا ہوا نہ ہو' چاہے دوسرا شخص فارغ دیوبند ہی کیوں نہ ہو یعنی ہر طریقہ سے علماً کی تذلیل کی گئی۔

مگر قربان جایئے ان سخت جان اکابرین کے کہ جنہوں نے یہ سب کچھ برداشت کیا لیکن دین کا دامن نہ چھوڑا اور مسجد کی صفوں پر بیٹھ کر قرآن و حدیث کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ دوسرے ملکوں میں جہاں جہاں انقلاب آیا ہے وہاں پوری کی پوری بستیاں دین سے بے بہرہ ہو گئیں مگر یہ شرف صرف برصغیر کے علماً کو حاصل ہے کہ انہوں نے ہر سختی کے باوجود کلمہ حق کو سینہ سے لگا کر رکھا' تلوار کی نوک اور پھانسی کے پھندے بھی ان حضرات کے قدموں کو نہ ڈگمگا سکے' فرمایا کہ کتنی مشکلات کے ساتھ تعلیم حاصل کی جاتی تھی اس کا اندازہ کرنے کے لئے آپ کو اپنی مثال دیتا ہوں:

فرمایا کہ میرے والد ماجد مجھے میرے استاد کے پاس لے گئے اور ان کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا محمد علی مولوی بن جائے' میں چھوٹا سا زمیندار بھی ہوں اور گزر اوقات اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہو رہی ہے' اس لئے میں چاہتا ہوں کہ محمد علی گھر سے آٹا اور گھی لے کر آیا کرے گا تاکہ اس کے کھانے پینے کا بوجھ آپ لوگوں پر نہ ہو۔ استاد جی نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ تم زمیندار ہو اور تمہارا بیٹا تو گھر سے لے آئے گا مگر یہ دوسرے درویش جو گھر سے کچھ نہیں لا سکتے ان کا کیا ہو گا؟ تمہارے بیٹے کی طرف دیکھ کر ان کو رشک آئے گا اور ان کا یہ جذبہ ٹھنڈا پڑ جائے گا' اس لئے اگر بیٹے کو مولوی بنانا چاہتے ہو تو اس کو ہمارے حوالے کر دو' جیسی روکھی سوکھی دوسرے کھائیں گے اسے بھی اسی پر گزارہ کرنا ہو گا' چونکہ والد صاحب کو مجھے پڑھانا تھا اس لئے خاموش ہو گئے اور کہا کہ اچھا جیسے آپ کی مرضی' اس وقت کا مدرسہ کا طریقہ کار یہ تھا کہ صبح شام ہم لوگ لوگوں کے گھروں پر جا کر روٹیاں مانگ کر لایا کرتے تھے اور پھر سب مل کر مدرسہ میں بیٹھ کر کھایا کرتے تھے۔

فرمایا کہ ہوتا یہ تھا کہ ہم لوگ جا کر کسی گھر پر دستک دیتے تو اندر سے آواز آتی ''کون اے وے؟'' یعنی تم کون ہو؟ ہم کہتے کہ درویش ہیں' وہ کہتی کہ ابھی تو ہم نے آٹا بھی نہیں گوندھا ابھی سے آ گئے اور کبھی یہ ہوتا کہ ہم دستک دیتے تو اندر سے جواب ملتا اب آئے ہو' ہم تو کھا بھی چکے اور ہم خاموشی سے واپس آ جاتے۔

فرمایا کہ ایک بار استاد جی نے میری ڈیوٹی قریب کے گاؤں میں لگا دی کہ آج تم اس گاؤں سے روٹی لاؤ گے' وہ گاؤں مدرسے سے تقریباً دو میل کے قریب ہو گا' چنانچہ صبح کا سبق پڑھ کر میں اس گاؤں

میں گیا اور پورے گاؤں کا چکر لگایا مگر کسی نے بھی مجھے روٹی نہ دی' صرف ایک گھر سے آدھی روٹی اور ساگ ملا' مجھے بھوک لگی ہوئی تھی' دل چاہتا تھا کہ جو ملا ہے اسے یہیں بیٹھ کر کھالوں مگر استاد جی کا حکم تھا کہ جو کچھ ملے اسے مدرسے میں لے کر آنا ہے چنانچہ میں جلدی جلدی مدرسہ کی طرف بڑھا' دل میں سوچتا تھا کہ کچھ نہ کچھ اور طالب علم لائے ہوں گے' یوں مل جل کر گزارہ ہو جائے گا' مگر چونکہ مجھے پورے گاؤں کا چکر لگانا پڑا تھا اور ہر گھر پر دستک دینی پڑی تھی اس لئے ظہر کا وقت ہو گیا تھا' جس وقت میں مدرسہ میں پہنچا تو استاد جی نماز کے لئے وضو کر رہے تھے' مجھے دیکھ کر فرمایا: محمد علی! آج تو بہت لیٹ ہو گیا' ہم نے تیرا انتظار کیا مگر جب تو نہ آیا تو ہم نے اپنا کھانا کھالیا' اب تو جو کچھ لے کر آیا ہے اسے بیٹھ کر کھالے' چنانچہ میں نے وہیں استاد جی سے تھوڑی دور وضو کی جگہ پر بیٹھ کر ہاتھ دھوئے اور روٹی کا وہ ٹکڑا جس پر ساگ تھا ہاتھ میں لے کر کھانے لگا' ابھی ایک ہی لقمہ منہ میں ڈالا تھا کہ ایک کوا آیا اور باقی ٹکڑا چھین کر لے گیا' استاد جی نے میری طرف دیکھا' میں رونے لگا' فرمایا کہ اتنی مشکلوں سے تو میں نے پڑھا ہے' میرے استاد نے اور ہمارے اکابرین نے جن مشکلات سے پڑھا ہو گا اس کا آپ خود اندازہ لگا لیں' فرمایا کہ بعض اوقات روٹیاں کچھ زیادہ مل جاتیں تو ہم سکھا لیتے اور جب نہ ملتیں تو پھر ان سوکھی ہوئی روٹیوں کو پانی میں بھگوتے اور ان بھیگی ہوئی روٹیوں کو کھینچتے تو ان کی تاریں نکلتیں' ہم طالب علم آپس میں ان تاروں کا مقابلہ کرتے کہ تیری تار لمبی یا میری تار لمبی ہے اور ایسی خمیری روٹیوں کو کھا کر ہم سو جاتے۔

تو انگریز نے ہمیں یوں در در کا بھکاری بنا دیا تھا' مگر پھر بھی دین کا شوق رکھنے والے اپنے بچوں کو علم دین پڑھاتے' فرمایا کہ بڑے لوگ تو اپنے بچوں کو انگریزی اسکول میں بھیجتے ہیں مگر غریب' یتیم' مسکین بچے یا لنگڑے لولے' اندھے' بہرے بچے مولوی بننے آتے ہیں' فرمایا کہ ایک مثال دے کر سمجھاتا ہوں:

محلہ کا دکاندار جب پرچون کی دکان میں جھاڑو دیتا ہے اور کچرا باہر پھینکتا ہے تو محلہ کے بچے اس کچرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں' وہ اس کچرے میں سے کشمش کے دانے' مرونڈے کے ٹکڑے یا کوئی بادام' ریوڑی چننے لگتے ہیں' فرمایا کہ قوم نے مولوی کو کچرا دیا تھا مگر داد دینی چاہئے اس مولوی کو کہ اس نے اس کچرے میں سے دانے چنے اور کسی کو قاسم نانوتویؒ بنایا' کسی کو رشید احمد گنگوہیؒ بنایا' کسی کو اشرف علی تھانویؒ کسی کو حسین احمد مدنیؒ' کسی کو انور شاہ کشمیریؒ کسی کو مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور کسی کو عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بنا دیا۔ یوں علماء امت نے پورے ملک کے ہر شہر' گاؤں اور قصبات میں مدارس کا ایک جال بچھا دیا اور انگریز کی وہ کوشش ناکام بنا دی جس کے تحت وہ قرآن و حدیث کی تعلیم کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ اسی طرح مسئلہ ختم نبوت پر پوری قوم متحد ہو گئی اور ہر طبقہ کے علماء میدان میں نکل آئے اور انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا' پیر مہر علی شاہؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے جھوٹے کو جھوٹے کے گھر تک پہنچا کر چھوڑا اور قادیان میں اس کے گھر پہنچ کر دعوت مباہلہ اور دعوت مناظرہ دی مگر وہ جھوٹا نہ مباہلہ کے لئے آیا اور نہ مناظرہ کے لئے۔ اسی طرح پادریوں نے جب مسلمانوں کو مناظرہ کے لئے بلایا تو علماء حق نے اس میدان میں بھی فتح کے جھنڈے گاڑے۔

فرمایا کہ ایک پادری شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے یہاں آیا اور بڑے معصومانہ انداز میں سوال کیا کہ شاہ جی! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ ایک شخص جنگل میں سفر کر رہا ہے اور وہ راستہ بھول جاتا ہے' وہ ادھر ادھر کسی رہبر کو تلاش کرتا ہے' اسے درخت کے نیچے دو شخص نظر آتے ہیں' وہ درخت کی طرف لپکتا ہے تو دیکھتا ہے کہ درخت کے نیچے ایک شخص سویا ہوا ہے اور ایک جاگ رہا ہے' اب یہ بھٹکا ہوا انسان اس سوئے ہوئے سے راستہ پوچھے یا جاگنے والے سے راستہ پوچھے؟

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ جو جاگ رہا ہے اصل میں وہ بھی راستہ معلوم کرنے کے لئے اس سونے والے کے جاگنے کا انتظار کر رہا ہے' اس لئے یہ بھٹکا ہوا انسان بھی جاگنے والے کے پاس بیٹھ جائے اور سونے والا جب اٹھے تو اس سے راستہ پوچھ کر اپنی منزل کی طرف بڑھے' یوں شاہ صاحبؒ نے اس پادری کو لاجواب کر دیا۔

اسی طرح ایک پادری نے دہلی میں آ کر مناظرہ کی عام دعوت دے دی کہ جو بھی عالم مجھ سے مناظرہ کرنا چاہے مناظرہ کرے' اس پر مسلمان شاہ عبدالقادر صاحبؒ یا مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ کے ہاں پہنچے اور پادری کے اعلان کا ذکر کیا اور پادری سے مناظرہ کرنے کی درخواست کی' چنانچہ شاہ صاحبؒ نے اس کا چیلنج قبول کیا اور مناظرہ کی تاریخ طے ہو گئی۔

شاہ صاحبؒ نے ان تمام اشکالات کے جوابات تلاش کئے جو پادری اسلام پر کر سکتا تھا' کتابوں میں چٹیں لگا دی گئیں تاکہ اعتراض ہونے پر وہ صفحہ کھول کر جواب دیا جائے۔ اس مناظرہ کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تھی۔ اس لئے مناظرہ کے موقع پر دہلی کے چوک میں ہندو' مسلم' سکھ' عیسائی سب موجود تھے۔ دور دور تک انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

پادری وقت مقررہ پر آیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ بھائیو! میں عیسائی ہوں اور میرے پاس میری مذہبی کتاب انجیل موجود ہے۔ اسی طرح شاہ صاحبؒ کے پاس ان کی مذہبی کتاب قرآن پاک موجود ہے۔ میں آپ کے سامنے آگ روشن کروں گا اور اپنی مذہبی کتاب کو آگ میں ڈال دوں گا' اسی طرح شاہ صاحبؒ اپنی مذہبی کتاب قرآن کو آگ میں ڈال

باقی صفحہ 17 پر

از: حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری

# حضرت عیسیٰ بن مریمؑ

# اور یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ...... اما بعد!

عقیدۂ ختم نبوت کی طرح حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفع و نزول کا عقیدہ بھی اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ اور ضروریات دین میں شامل ہے جو قرآن کریم کی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور جس کو علماء امت نے کتب تفسیر، شروح احادیث اور کتب علم کلام میں مکمل توضیحات و تشریحات کے ساتھ منقح فرمادیا ہے، اس لئے اس مسئلہ پر کسی مفصل گفتگو کی ضرورت نہیں تھی، لیکن ہندوستان میں جب مرزا غلام احمد نے ۱۸۸۰ء میں اپنے بارے میں مثیل مسیح اور مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے رفع جسمانی الی السماء، اور قرب قیامت میں ان کے نزول کے انکار پر رکھی تو ہندوستان کے علماء حق نے اس مسئلہ پر خصوصی توجہات مبذول فرمائیں، اور اس مسئلہ کو نئے انداز سے منقح فرمایا تاکہ عام مسلمان قادیانی فریب سے محفوظ رہیں اور مرزا قادیانی کی طرف سے جو شکوک و شبہات مذکورہ دلائل میں پیدا کردیئے گئے ہیں ان کا ازالہ ہوجائے۔

## نزول قرآن کے وقت حضرت عیسیٰ بن مریم کے متعلق یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ:

یہاں یہ معلوم رہنا ضروری ہے کہ کتب سابقہ میں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت مذکور تھی، اسی طرح ایک مسیح ہدایت (عیسیٰ ابن مریم) کی آمد کی بشارت تھی اور ایک مسیح ضلالت (دجال اعور) سے ڈرایا گیا تھا، چنانچہ متعدد صحابہ کرامؓ سے یہ حدیث صحیح مروی ہے:

"ما من نبی الا وقد انذر امتہ المسیح الدجال حتی نوح انذر امتہ" (مشکوٰۃ ص ۴۷۴ ج ۲)

"کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، حتیٰ کہ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔"

حضرت عیسیٰ بن مریم اور دجال کو مسیح کہنے کی وجہ الگ الگ ہے، چنانچہ مجمع البحار میں ہے:

"سمی الدجال مسیحا لان احدی عینیہ ممسوحۃ وعیسیٰ سمی بہ لانہ کان یمسح ذا العاھۃ فیبرأ" (مجمع البحار ص ۱۵۰ ج ۴)

"دجال کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ اس کی ایک آنکھ بالکل ہموار ہوگی، اور عیسیٰ کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا وہ بیمار پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ اچھا ہوجاتا تھا۔"

اسلامی لٹریچر میں بھی ان ہی دو مسیحوں کا تذکرہ ہے، بہرحال ان پیشگوئیوں کی بنا پر یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کا متفقہ نظریہ یہ ہے کہ مسیح ضلالت ابھی تک نہیں آیا ہے، البتہ مسیح ہدایت کے بارے میں اختلاف ہے۔

یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت بھی ابھی نہیں آیا، اور عیسیٰ بن مریم نامی جس شخص نے اپنے آپ کو مسیح اور رسول اللہ کہا ہے (نعوذ باللہ) وہ جادوگر اور جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا تھا، اسی لئے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض و عداوت کا معاملہ کیا اور ان کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کا منصوبہ بنایا، بلکہ ان کے بقول یہ منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچادیا، جیسا کہ ارشاد ہے:

"اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا۔" (سورۃ نساء: ۱۵۷، ترجمہ: شیخ الہند)

دعویٰ قتل عیسیٰ میں تو تمام یہود متفق ہیں، البتہ ان میں ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ قتل کئے جانے کے بعد اہانت اور تشہیر کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا، اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ سولی پر چڑھائے جانے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔

اور نصاریٰ کا متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ مسیح ہدایت آچکے ہیں اور وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں، اس کے بعد ان میں دو فرقے بن گئے:

ا:...... ایک بڑا فرقہ یہ کہتا ہے کہ ان کو یہود نے قتل کیا، سولی پر چڑھایا، پھر اللہ تعالیٰ نے زندہ

کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا، اور یہ سولی پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا، اسی لئے عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں۔

۲:...... دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے کہ بغیر قتل وصلب کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا۔

پھر یہ دونوں فرقے بالاتفاق اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح ہدایت عین قیامت کے دن جسم ناسوتی یا جسم لاہوتی ہیں خدا بن کر آئیں گے، اور مخلوق کا حساب لیں گے۔

حاصل یہ کہ تمام یہود ونصاریٰ کی بڑی اکثریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت الصلیب کی قائل ہے، اور یہود وتمام نصاریٰ کو ایک مسیح ہدایت کا انتظار ہے۔ یہود کو تو اس وجہ سے کہ ابھی یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور نصاریٰ کو اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن برائے فیصلہ خلائق خدا کی شکل میں آنے والے ہیں۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسلامی عقیدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضرت مریم کے بطن مبارک سے محض نفخہ جبرئیل سے پیدا ہوئے پھر بنی اسرائیل کے آخری نبی بن کر مبعوث ہوئے، یہود نے ان سے بغض وعداوت کا معاملہ کیا، آخرکار جب ایک موقعہ پر ان کے قتل کی مذموم کوشش کی تو بحکم خداوندی فرشتے ان کو اٹھا کر زندہ سلامت آسمان پر لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عمر عطا فرمادی اور قرب قیامت میں جب دجال کا ظہور ہوگا اور دنیا میں فتنہ وفساد پھیلائے گا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ قیامت کی ایک بڑی علامت کے طور پر نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔

دنیا میں آپ کا نزول ایک امام عادل کی حیثیت میں ہوگا اور اس امت میں آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے، اور قرآن وحدیث (اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے۔ ان کے زمانہ میں (جو اس امت کا آخری دور ہوگا) اسلام کے سوا دنیا کے تمام مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر نہیں رہے گا، اس لئے جہاد کا حکم موقوف ہوجائے گا، نہ خراج وصول کیا جائے گا اور نہ جزیہ، مال وزر اتنا عام ہوگا کہ کوئی دوسرے سے قبول نہیں کرے گا۔

نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح بھی فرمائیں گے ان کی اولاد بھی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس میں دفن کریں گے۔

یہ تمام امور احادیث صحیحہ متواترہ میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، جن کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح")

اسلامی عقیدہ کے اہم اجزاء یہ ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہی مسیح ہدایت ہیں جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی ہے وہ پہلے نبی کی حیثیت سے ایک مرتبہ دنیا میں مبعوث ہوچکے ہیں۔

(۲) یہود بے بہود کے ناپاک اور گندے ہاتھوں سے ہر طرح محفوظ رہے۔

(۳) زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھالئے گئے۔

(۴) وہاں بقید حیات موجود ہیں۔

(۵) قیامت سے پہلے اس کی ایک بڑی علامت کے طور پر بعینہ وہی مسیح ہدایت (حضرت عیسیٰ بن مریم) نزول فرما کر مسیح ضلالت (دجال) کو قتل کریں گے، ان سے الگ کوئی اور شخص ان کی جگہ مسیح کے نام سے دنیا میں نہیں آئے گا، اور نہ قیامت کے دن اپنے ناسوتی یالاہوتی جسم میں برائے فیصلہ خلائق اتریں گے

## حضرت عیسیٰؑ کے متعلق قادیانی عقائد:

مرزا قادیانی نے اپنی کتب "ازالہ اوہام، تحفہ گولڑویہ، نزول مسیح اور حقیقت الوحی" وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی نے اپنی کتاب: "حقیقی اسلام" میں تحریر کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

"اس بحث کے دوران میں (مرزا قادیانی نے) مندرجہ ذیل اہم مسائل پر نہایت زبردست روشنی ڈالی:

(۱) یہ کہ حضرت مسیح ناصری دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھے جو دشمنوں کی شرارت سے صلیب پر ضرور چڑھائے گئے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لعنتی موت سے بچالیا اس کے بعد وہ خفیہ خفیہ اپنے ملک سے ہجرت کر گئے۔

(۲) اپنے ملک سے نکل کر حضرت مسیح آہستہ آہستہ سفر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور وہیں ان کی وفات ہوئی (۸۷ برس کے بعد) اور وہیں ان کی قبر (سری نگر کے محلہ خانیار میں (ناقل)) موجود ہے۔

(۳) اسلامی تعلیم کی رو سے کوئی فرد بشر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں جاسکتا، اس لئے مسیح کے زندہ آسمان پر چلے

جانے کا خیال بھی باطل ہے۔

(۴) بے شک مسیح کی آمد ثانی کا وعدہ تھا مگر اس سے مراد ایک مثیل مسیح کا آنا تھا نہ کہ خود مسیح کا۔

(۵) یہ کہ مثیل مسیح کی بعثت کا وعدہ خود آپ (مرزا قادیانی) کے وجود میں پورا ہو گیا، اور آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس کے ہاتھ پر دنیا میں حق وصداقت کی آخری فتح مقدر ہے۔ (حقیقی اسلام ص ۲۹،۳۰)

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے قسم کھا کر لکھا ہے:

''میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفی باللہ شہیداً'' (عقائد احمدیت ص ۱۳۴)

## یہود ونصاریٰ کے اختلافات کا فیصلہ بذریعہ قرآن کریم

اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل کتاب کے خیالات میں سے کونسا کتنا صحیح ہے؟ اس کے جاننے کا قطعی ویقینی ذریعہ قرآن کریم ہے کیونکہ قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے کہ کھول کر سنا دے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں۔'' (سورۂ نحل:۶۴ ترجمہ شیخ الہند)

چنانچہ اہل کتاب کے اس اختلافی معاملہ میں قرآنی فیصلہ یہ ہے:

ترجمہ: ''اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر بجز اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا، بیشک بلکہ اس کو اٹھا لیا اپنی طرف، اور اللہ ہے زبردست حکمت والا۔'' (سورۂ نساء:۱۵۷،۱۵۸، ترجمہ شیخ الہند)

قرآن کریم نے بتایا کہ صحیح صورت حال نہ یہود کو معلوم ہے اور نہ نصاریٰ کو۔ محض اندازے اور اٹکل سے باتیں بنا رہے ہیں، پھر یہود کے دعویٰ قتل عیسیٰ کی دوبارہ تردید فرماتے ہوئے اصل صورت حال واقعہ کی بتلا دی کہ یہ بات یقینی ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اس کے کہ یہود اپنے ناپاک ہاتھوں سے انہیں کسی قسم کا کوئی گزند پہنچائیں، زندہ سلامت اپنے پاس اوپر اٹھا لیا، جیسا کہ باری تعالیٰ کا ان سے وعدہ تھا:

''اور پاک کردوں گا تجھ کو کافروں سے'' (ترجمہ شیخ الہند)

اس سے نصاریٰ کے بڑے فرقے کی بھی تردید ہو گئی جو رفع عیسیٰ سے پہلے ان کے قتل وصلب کو تسلیم کرتا ہے۔ نیز اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ یہود نے جس عیسیٰ بن مریم نامی شخص کو قتل کرنے کی کوشش کی اور جسے اللہ تعالیٰ نے بحفاظت تمام اوپر اٹھا لیا وہ واقعی وہی مسیح ہدایت تھے جن کی بشارت کتب سابقہ میں دی گئی تھی، کیونکہ عیسیٰ ابن مریم کے قتل کی تدبیر کرنے اور دعویٰ قتل کی وجہ سے بھی یہود لعنت خداوندی کے مستحق بنے ہیں جیسا کہ دیگر افعال و اقوال شنیعہ کی وجہ سے، اگر وہ نعوذ باللہ جھوٹے مدعی نبوت ہوتے تو ان کے ساتھ اس طرح کے برتاؤ کو یہود کے اسباب لعنت میں نہ شمار کرایا جاتا۔

## قادیانی عقائد پر تبصرہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے کو تسلیم کرنا یہود ونصاریٰ کی موافقت ہے اور رفع کا انکار کرکے نیز بجائے مسیح ہدایت (حضرت عیسیٰ) کے کسی اور شخصیت کی آمد کو تسلیم کرکے یہود بے بہبود کی موافقت کی گئی ہے، بہر حال اکثر امور میں یہود کی موافقت ہے۔ بس اتنی بات زائد ہے کہ منتظر نئے مسیح ہدایت کا مصداق مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بتلایا ہے جب کہ یہود اپنے خیال کے مطابق اصلی مسیح ہدایت کے منتظر ہیں۔

## بحث کا اصل نقطہ رفع ونزول عیسیٰ ہے:

قادیانی خیالات کی تردید کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف حیات کی بحث کافی نہیں ہے، اس کی مکمل تردید جب ہی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ونزول ثابت کر دیا جائے رہا حیات کا مسئلہ، وہ اسی بحث کے ضمن میں لزوماً خود بخود ثابت ہو جائے گا، قرآن کریم نے بھی یہود کی تردید کے موقع پر قتل عیسیٰ کی نفی کرکے اس کے مقابلہ میں حیات عیسیٰ کا تذکرہ صراحتاً نہیں کیا بلکہ بل رفعہ اللہ فرمایا ہے، جس کے ضمن میں حیات عیسیٰ خود بخود معلوم ہوگی۔

## اسلامی عقیدۂ کے اجزاء کے الگ الگ دلائل:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اسلامی عقیدۂ کا تجزیہ کیا جا چکا ہے، اب ہم ہر جزو کی دلیل ذکر کرتے ہیں:

ا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سچے نبی و رسول تھے:

دلیل:

ترجمہ: ''جب کہ عیسیٰ بن مریم نے

فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں، کہ مجھ سے جو پہلے توراۃ ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا، ان کی بشارت دینے والا ہوں۔“

(سورۃ الصف:۶ ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

## ۲: حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے ہاتھوں مقتول ومصلوب نہیں ہوئے:

(۱)......دلیل:

ترجمہ: ”اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے خفیہ تدبیر فرمائی، اور اللہ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں۔“

(سورۃ آل عمران:۵۴ ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

”مکر“ کے اصلی معنی تدبیر محکم (مضبوط و کامل تدبیر) ہیں، لیکن عرف میں اب یہ لفظ خصوصاً ایسی تدبیر کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے کی جائے۔ (تفسیر کبیر ص۲۸۰ ج۲)

یہود بے بہبود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تھا، ان کے معجزات کو جادو قرار دیا تھا، اس لئے ان کے قتل وسولی دینے کی تدبیر کی۔ لیکن باری تعالیٰ نے ان کی تدبیر کو ناکام کرنے کی کامل و مکمل تدبیر فرمائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں تو خیر ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے پوری طرح محفوظ رکھ کر ان کو آسمان پر اٹھالیا، مگر یہ تدبیر یہودیوں کے حق میں شر ثابت ہوئی کہ ان میں سے ایک شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت ڈال دی گئی اور انہوں نے اسی کو پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا اور قتل کر دیا۔

(۲)......دلیل:

ترجمہ: ”اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم کو جو کہ رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا، حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا۔“

(سورۃ نساء:۱۵۷ بیان القرآن)

اس آیت میں دو طریقوں سے عدم مصلوبیت پر استدلال ہو سکتا ہے:

۱- باری تعالیٰ نے صراحتاً قتل و صلب کی نفی فرمائی ہے۔

۲- سیاق کلام پر نظر ڈالنے سے واضح ہے کہ باری تعالیٰ نے اس موقع پر یہود پر لعنت ہونے کے اسباب میں کچھ ان کے افعال شنیعہ اور کچھ اقوال باطلہ ذکر فرمائے ہیں۔ افعال شنیعہ کی نسبت صاف صاف ان کی طرف کی گئی ہے کہ واقعتاً یہ حرکتیں ان سے صادر ہوئی ہیں، یعنی نقض میثاق، کفر اور قتل انبیاء علیہم السلام، لیکن حضرت عیسیٰؑ کے متعلق یہود کی گستاخی کا تذکرہ فرماتے وقت قتل مسیح کی نسبت ان کی طرف نہیں کی، بلکہ ان کا صرف یہ قول نقل فرمایا ہے: ”انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم“ یعنی یہ ان کا نرا دعویٰ ہے، واقعہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں، جیسے ان کا ”قلوبهم غلف“ کہنا خلاف واقعہ ہے، اور جیسے حضرت مریم کے بارے میں ان کی بکواس بہتان عظیم ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر یہود نے واقعتاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا ہوتا اور ان کو قتل کیا ہوتا تو دیگر حرکات قبیحہ کی طرف قتل وصلب کی نسبت ان کی جانب کر کے ان کی ملعونیت کو بتایا جاتا اور عبارت یوں ہوتی: ”وبقتلهم وصلبهم المسیح“ کیونکہ یہ بمقابلہ محض قول کے زیادہ بڑا جرم

### مولانا ابراہیم (برمنگھم) کا سانحہ ارتحال

مولانا ابراہیم (برمنگھم) جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص جماعتی احباب میں سے تھے اور حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کے مرید تھے، گزشتہ دنوں برمنگھم میں انتقال کر گئے۔ مولانا مرحوم کی خواہش تھی کہ ان کی نماز جنازہ ان کے شیخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم پڑھائیں۔ اللہ رب العزت نے مرحوم کی یہ خواہش پوری فرمائی اور حضرت امیر مرکزیہ نے جو بعض جماعتی امور کے سلسلے میں انہی دنوں برطانیہ تشریف لے گئے تھے، مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ادارہ مولانا مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائے اور ان کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں انہیں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

### قاری ہلال احمد ربانی کو صدمہ

• جناب قاری ہلال احمد ربانی، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مخلص جماعتی احباب میں سے ہیں، کے خسر گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیاں چھوڑی ہیں۔ ادارہ جناب قاری ہلال احمد ربانی اور مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قسط:۲

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر

# مقدس فریضہ

یعنی جب تم کسی غیر مذہب کے غلط اصول و فروع باطل عقائد و اعمال اور برے اخلاق و رسوم کی تردید کرنا ہو تو بڑے شوق سے کرو اور اس کو اسلامی فریضہ اور کار نبوت کی نیابت سمجھ کر انجام دو اور دیگر اہل مذاہب کے باطل عقائد اور غلط انداز فکر پر ان کی کمزوری اور رکاکت اور ان کی خرابی و بطلان پر ٹھوس اور روشن دلائل اور براہین پیش کر کے تحقیقی و الزامی دلائل پیش کرو اور ہر ممکن طریقے سے انہیں غلط پر آگاہ کرو لیکن غیظ و غضب میں آ کر تم کسی قوم و مذہب کے معبودوں اور ان کے پیشواؤں اور مقتداؤں کی نسبت بغرض تحقیر و اہانت اور بعد دل آزاری و جگر خراشی کوئی نامعقول اور نامناسب اور بداخلاق زبان سے ہرگز نہ نکالو اور نہ سب و شتم کا مروہ طریقہ اختیار کرو ایسا نہ ہو کہ وہ جوابی کارروائی میں "فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم" کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہیں تمہارے معبود برحق اور رب ذوالمنن کو از روئے جہالت و نفرت اور از راہ حسد و عناد گالیاں دینے لگیں یا وہ تمہارے قابل صد احترام مقتداؤں اور بزرگوں کی توہین و تذلیل پر کمربستہ ہو جائیں اور ظاہر ہے خاہر اس کا ذریعہ اور وسیلہ تم بنو کیونکہ تمہارا موقف تو اپنی زندگی کے ایک ایک گوشہ میں شروع سے آخر تک ہر مرحلہ اور ہر منزل میں سہل انگاری نرم خوئی رقت انگیز اور دل آویز طریقے سے تبلیغ و تلقین اور نصیحت و موعظت کا بہترین فریضہ ہے نہ کہ سب و شتم اور شر و فساد کا منحوس بازار گرم کرنا اور تمہارا کام تو شفقت اور الفت کو ملحوظ رکھ کر اقوام عالم کو بشارت و خوشخبری سنانا اور پیار و محبت کے ساتھ دین اسلام کی دعوت دینا ہے نہ کہ اپنے سوء کردار و ترش گفتار سے ان کو دین اسلام کے چشمہ رشد و ہدایت اور منزل فوز و فلاح سے برگشتہ اور متنفر کرنا۔

اور ایسے ہی مقام پر حضرت رحمۃ للعالمین نذیر للعالمین اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض رساں سے یہ ارشاد صادر ہوا ہے (جو اس قابل ہے کہ آب زر سے لکھا جائے)۔

"تم لوگوں کو بشارت سناؤ اور متنفر نہ کرو اور نرمی کرو اور سختی نہ کرو۔" (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک گنوار دیہاتی اور اعرابی آیا اور اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا' لوگوں نے اس کی اس نامعقول حرکت پر اسے مورد طعن و ملامت بنایا لیکن جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نہ روکو پیشاب کرنے دو (یا تو اس لئے کہ کہیں پیشاب روکنے کی وجہ سے بیماری نہ ہو جائے اور یا بھاگتے بھاگتے ساری مسجد کو پلید نہ کرے) اور جس جگہ اس نے پیشاب کیا ہے وہاں ضرورت کے مطابق چند ڈول پانی بہا دو جس سے جگہ پاک ہو جائے گی پھر آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو یوں خطاب کیا:

"کہ تم تو نرمی کے لئے بھیجے گئے ہو نہ کہ سختی کرنے کے لئے۔" (بخاری)

اور حضرت انسؓ (المتوفی ۹۳ھ) کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے اسے بلا کر نہایت نرمی اور شفقت سے سمجھایا کہ:

"مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز اور تلاوت قرآن کریم کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں (پیشاب وغیرہ) کے لئے نہیں۔" (مسلم)

حضرت معاویہ بن الحکم السلمیؓ فرماتے ہیں کہ مجھ پر مسلمان ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ایک شخص نے اثنائے نماز میں چھینک ماری تو میں نے نماز ہی میں "یرحمک اللہ" کہہ دیا' لوگوں نے نماز کے اندر ہی زجر و توبیخ کا سلسلہ..... شروع کر دیا اور آنکھیں نکال نکال کر مجھے ڈراتے رہے اور زور سے اپنی رانوں پر ہاتھ مارتے رہے میں بھی طیش میں آ گیا اور دل نے چاہا کہ میں بھی کچھ کہوں مگر میں خاموش ہی رہا' جب نماز سے فراغت ہو چکی تو جناب پیکر عفو و کرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور ایسے عمدہ طریقے سے سمجھایا جس کا خاکہ خود حضرت معاویہ بن الحکمؓ کی زبانی یہ ہے

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسے بہترین طریقہ پر تعلیم دینے والا کوئی اور نہیں دیکھا بخدا نہ تو آپ نے مجھ پر سختی کی اور نہ مارا اور نہ مجھے برا کہا۔" (مسلم)

مبلغ اور معلم کا جو عمدہ نمونہ ان صحیح احادیث میں قولی اور عملی طور پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے کیا ایک متلاشی حق اور منصف مزاج کو گرویدہ بنانے کے کافی نہیں؟

انہی زریں اصولوں کے تحت یہ عالمگیر اور سچا مذہب عالم کے چپہ چپہ پر پھیلا ہے جس سے انسانیت کے خشک پتوں میں جان پڑ گئی اور روحانیت کے مرجھائے ہوئے پھولوں میں جان پڑ گئی اور روحانیت کے مرجھائے ہوئے پھولوں میں ازسرنو تازگی اور شادابی آ گئی۔ تہذیب و تمدن کے شگوفے کھلتے رہے اور سنت کی کلیاں مہکتی رہیں قال اللہ وقال الرسول کی ٹھنڈی ہواؤں کے نفیس و لطیف جھونکے شجر اسلام کی شاخوں میں لچک اور اعمال صالحہ کے پھولوں میں جنبش پیدا کرتے رہے۔ اخلاق فاضلہ کے خشک چشمے حیات تازہ کی جوئے رواں میں تبدیل ہو گئے جمہوریت اور عمرانیت کے سبزۂ پامال میں پاکیزگی و لطافت پیدا ہوگئی اور تہذیب و تمدن کے پژمردہ پھولوں پر موسم خزاں ہی میں پھر سے بہار آ گئی اور یہی اسلام کی خوبی ہے ورنہ

بہار کے موسم بہار ہی الجھتی ہے
مزہ تو جب ہے خزاں میں بہار پیدا کرے

اور اگر کوئی ضدی، سرکش اور ہٹ دھرم الحکمۃ الموعظۃ الحسنۃ اور جدال بالتی ھی احسن کے دلائل نیرہ اور براہین واضحہ کو سن کر اور سمجھ لینے کے بعد بھی ہلاکت انگیز انجام اور ابدی تباہی و بربادی کے عمیق آتشکدہ میں کشاں کشاں جا رہا ہے اور اپنے کفر و شرک انکار و جحود اور سرکشی و تمرد سے باز نہیں آتا اور حق و صداقت کی پرمغز اور ٹھوس دعوت کے جواب میں دانش و بصیرت کی تمام ممکن راہوں کو ترک کر کے بار دیگر وجحت انکار اور یکسر انکار پر تلا ہوا ہے اور حق و صداقت کے ساتھ کسی قسم کی مفاہمت اور مصالحت کا کوئی شمہ اور شائبہ اس پر نظر نہیں آتا اور وہ مخالفت اور معاندت کی تاریک چار دیواری میں محصور ہو کر باطل کو حق پر اور کفر کو اسلام پر غالب اور منصور کرنا اور دیکھنا چاہتا ہے اور اپنے تصلب و تعصب کے نشہ میں بدمست ہو کر عبرت پذیری اور حق پسندی کی تمام فطری صلاحیتیں کھو بیٹھا ہے اور سرکشی و غوایت کے انجام بد اور عواقب شر سے یکسر بے خبر اور بے پرواہ ہو کر دلائل ساطعہ سے اس کی آنکھیں بند اور صدائے حق سے اس کے کان محروم اور مسدود ہو چکے ہیں اور انکار و کفر کی مہر اس کے دل پر ثبت ہو چکی ہے اور سامان رشد و ہدایت کی تمام ومی اور کشادہ راہیں اس نے اپنے اوپر مسدود کر لی ہیں اور اس کی تمام خداداد عقلی قوتیں اس کی بدکرداری اور شرانگیزی کی وجہ سے مفلوج ہو چکی ہیں تو اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسے صاف، صریح اور غیر مبہم الفاظ میں کہہ دو کہ تم اپنی راہ چلتے جاؤ اور ہم اپنی راہ پر گامزن ہیں۔ تم اپنے طریق پر عمل کرتے جاؤ اور ہم اپنے طریق پر عمل پیرا ہیں تم اپنے دین پر قائم رہو اور ہم اپنے دین پر قائم و دائم ہیں۔ نہ تو ہم تمہارے ساتھ الجھتے ہیں اور نہ تم ہمارے ساتھ دست و گریبان ہو مگر انجام کار دیکھ لینا کہ تم کہاں پہنچتے ہو اور ہم کہاں؟ اخروی عقاب و سزا تو ایک یقینی امر ہے جس سے کسی مجرم کا کوئی خلاص اور چھٹکارا ہی نہیں ہے لیکن اس دنیا ہی میں دیکھ لینا کہ تم کہیں بارش کی طغیانیوں میں بلبلوں کی طرح بہتے ہو یا کوہ آتش فشاں کی شعلہ باریوں سے راکھ کا ڈھیر ہوتے ہو تم آندھی کے جکڑ اور طوفان میں خس و خاشاک کی مانند اڑتے ہو یا صاعقہ انداز کڑک اور قیامت خیز زلزلے کے دھماکوں سے زمین دوز ہوتے ہو تم پر قوم لوط کی مثل آسمان سے پتھر برستے اور زمین کو تہ و بالا اور زیر و زبر کرنے والا عذاب آتا ہے یا قارون کی طرح مع مال و دولت کے تم زمین میں دھنسائے جاتے ہو تم قوم فرعون کی مانند دریا میں غرقاب ہوتے ہو یا ہولناک اور خطرناک آواز سے تمہارے دل شق اور جگر پاش پاش ہوتے ہیں۔ آخر آج بھی ان تباہ شدہ قوموں کے کچھ آثار اور نشانات تو کہیں کہیں موجود ہیں انہی کو دیکھ کر تم ان کی تباہی کا بربادی کا تصور کر سکتے ہو بشرطیکہ تم خواب غفلت میں محو نہیں ہو چکے ورنہ یہ سب کچھ

"خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا"

اگرچہ خودان معذب اقوام کے اجسام و ابدان اور ان کی بیخ و بنیاد تو باقی نہیں رہی مگر ان کے کچھ آثار تو باقی ہیں اور یہ تباہی و بربادی تمہارے لئے اس لئے مقدر ہو چکی ہے کہ تم نے شرف انسانیت کو کفر و جحود اور فتنہ و فساد کا سرچشمہ اور ذمائم و قبائح کا گہوارہ بنا رکھا ہے تمہارا دماغ مفلوج ہو چکا ہے تم دوست کو دشمن اور تریاق کو زہر سمجھ رہے ہو اس لئے اب تمہارا انجام ابدی موت کے سوا اور کچھ نہیں اب تمہاری حالت زار پر آنسو بہانا بیکار اور اصلاح کی تدبیر سوچنا بے سود تمہارا دل پتھر بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو چکا ہے اور اتنے سامان ہدایت کی موجودگی میں تم پر کچھ اثر ہی نہیں کوئی نصیحت و فہمائش تمہیں کام نہیں دیتی کتنا ہی سمجھاؤ پتھر پر جونک نہیں لگتی اور جس وقت تمہاری زیغ نظر اور اعوجاج نگاہ کی تمام خود فریبیاں اور دسیسہ کاریاں مکاریاں اور بہانہ جوئیاں بالکل کھل کر سامنے آ جائیں گی تو دیکھ لینا کہ تم نے دنیا میں کیا کھویا اور کیا پایا اور ملاحظہ کر لینا کہ تمہاری محبت و مودت کن لوگوں کے ساتھ قائم رہی اور فی الواقع تمہیں کن سے ساتھ تعلق استوار رکھنا چاہئے تھا یاد رکھو یہ حقائق بھی ایک دن آشکارا ہونے والی ہے اور خود تمہیں اپنی اس منکر حق زبان سے غیر مبہم اور واشگاف الفاظ میں اقرار کرنا پڑے گا کہ کاش میں رسول برحق (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صحیح راستہ اختیار کر کے ان کی معیت حاصل کرتا اور فلاں گمراہ اور ضال اور مضل دوست کا ساتھ ہرگز نہ دیتا۔ یقین رکھو آخرو وہ دن بھی تو آنے ہی والا ہے

# کچھ بہشتی مقبرہ کے متعلق

## مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی یاد تحریر

قادیاں میں بہشتی مقبرہ کے نام سے ایک قبرستان ہے جس کی تقدیس کے متعلق مرزائیوں کے عقائد درج ذیل ہیں۔

تقسیم کے بعد انہی شرائط کے تحت موصی صاحبان کے لئے ربوہ میں ایک قطعہ خاص کرلیا گیا۔ ملک اور بیرون ملک سے مرزائیوں کی لاشیں لائی جاتی ہیں اور اس قطعہ میں امانتاً دفن کی جاتی ہیں کیونکہ اصل جنت کا ٹکڑا قادیاں میں ہے اور خوشخبری دی جاتی ہے کہ جوں ہی متوفی کے ورثا کو انجمن کار پردازان مصالح قبرستان ربوہ کی طرف سے اجازت ہوئی ان لاشوں کو قادیاں پہنچادیا جائے گا۔ جن لوگوں نے شرائط پوری نہیں کیں وہ چاہے جنرل اختر حسین ملک ایسے جرنیل ہوں بہشتی مقبرہ میں جگہ نہیں مل سکتی۔ (مرتب)

”ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ: ”انزل فیھا کل رحمۃ“ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسی شرائط لگادی جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق دل اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں۔“

۱.....پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں دفن ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف (تکمیل احاطہ وغیرہ) کے لئے چندہ داخل کرے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا کہ ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے زیادہ لکھ دے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیاں میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم از کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کے مرض سے فوت ہوں ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں کیونکہ طاعون سے متوفی پر دو برس تک بہشتی مقبرہ کی رحمتیں نازل نہیں ہوتی۔ (مرتب)

اگر کوئی دسواں حصہ جائیداد کی وصیت کرے اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پائیں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اس قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جاوے اور اس پر واقعات لکھے جائیں اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص ہو جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے:

”میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔“

خودغرضی اور حفظ ماتقدم مرتب (الوصیہ ص ۱۱ تا ۲۳ مصنفہ مرزا غلام قادیانی)

۲.....مقبرہ بہشتی اس سلسلہ کا ایک ایسا مرکزی نقطہ ہے اور ایسا عظیم الشان انسٹیٹیوشن یعنی محکمہ ہے جس کی اہمیت ہر دوسرے محکمہ سے بڑھ کر ہے (۱/۱۰ حصہ جائیداد ملنے سے اطراف ملک میں جائیداد ہی جائیداد ہوگی) (مرتب)

یہ وہ نعمت ہے کہ جس کو آدم کے وقت سے اس وقت تک کے لوگ ترستے مرگئے گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدم کو جب شیطان نے ایک عارضی بہشت سے نکالا تھا تو اس کی تلافی کے لئے چھ ہزار سال بعد پھر آدم ثانی کی معرفت یہ محکمہ دائمی جنت میں داخل ہونے کا اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے لئے کھولا ہے۔ (فردوس اعلیٰ عارضی جنت بہشتی مقبرہ دائمی جنت نعوذ باللہ)

اگلے زمانہ میں انبیاء اپنے بعض خاص خاص مقربوں کو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیا کرتے تھے اور یہاں تو یہ نظر آتا ہے کہ بہشت کا دروازہ کھل گیا ہے۔ صرف ذرا کھڑا ہونے اور قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ (اس میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے سب نبیوں سے افضل ہونے کا اشارہ ہے مرتب)

(اخبار الفضل قادیاں جلد ۲۴ نمبر ۲۵ ۱۵/ستمبر ۱۹۳۶ء)

۳.....”آج تمہارے لئے ابوبکر وعمری فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کرکے اپنے پیارے آقا مسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہوسکتے ہو اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا اس لئے تم اس مقبرہ میں دفن ہوکر خود رسول کریم کے پہلو میں دفن ہوگے اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکر کے ہم پلہ ہونے کا موقعہ ہے۔“

(اعلان مندرجہ الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۹۹ [illegible] ۱۹۱۵ء)

REGD. NO. SS-160

# کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

## قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخر زماں، سیرت اصحاب، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

محمد رسول اللہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

## جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

## ہفت روزہ ختم نبوت

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے
خریدار بنیئے ــــ بنایئے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

## اِنشاءَاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے